

## صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز منگل مورخہ 19 اپریل 2011 بمطابق 15 جمادی  
الاول 1432 ہجری صبح گیارہ بجکر سترہ منٹ پر منعقد ہوا۔  
جناب سپیکر، کرامت اللہ خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

### تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ O مَا أَنْتَ بِنِعْمَةٍ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ O وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ O  
وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ O فَسْتَبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ O بِأَيِّكُمْ أَلْمَفْتُونُ O إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ  
ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ O فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ O وَاذُوا لَوْ تَذَهْنُ فَيَذَهُنَّ O

(ترجمہ): ان قسم ہے قلم کی اور (قسم ہے) ان (فرشتوں) کے لکھنے کی۔ (جو کہ کاتب الاعمال ہیں) کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔ اور بے شک آپ کیلئے (اس تبلیغ احکام پر) ایسا اجر ہے جو (کبھی) ختم ہونے والا نہیں۔ اور بے شک آپ اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔ سو (ان کے مہملات کا غم نہ کیجئے کیونکہ) عنقریب آپ بھی دیکھ لیں گے۔ کہ تم میں کس کو جنون تھا۔ آپ کا پروردگار اس کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہ راہ (راست) پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔ تو آپ ان تکذیب کرنے والوں کا کہنا (کبھی) نہ ماننا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ (تبلیغ) میں ڈھیلے ہو جائیں۔ وَاخِزَالِدَعْوَانَا أَنْ أَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔

محترمہ گلگت یا سمین اور کزنئی: جناب سپیکر صاحب! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بات کرنا چاہتی ہوں۔  
جناب سپیکر: جی بی بی، 'کوئٹہ' اور 'کوئٹہ' کے بعد جی، 'کوئٹہ' اور 'کوئٹہ' کے بعد جی، دو چار کوئٹہ ہیں، اتنے زیادہ  
نہیں ہیں۔

نشانزدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: مفتی کفایت اللہ صاحب، کوئٹہ نمبر 43۔

\* 43 \_ مفتی کفایت اللہ: کیا وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:  
(الف) کیا محکمہ تعلیم میں بعض مقامات پر سکول / دفتر کی اپنی عمارت نہ ہونے کی وجہ سے عمارت کرایہ  
پر لینا پڑتی ہے;

(ب) محکمہ سالانہ کرایہ کی مد میں کتنا فنڈ خرچ کرتا ہے، نیز کہاں کہاں اور کس کس بلڈنگ (سکول / دفتر)  
کا کتنا کرایہ ہے، گزشتہ تین سالوں کی تفصیل فراہم کی جائے;  
(ج) محکمہ اپنی عمارت کی تعمیر کیلئے کیا اقدامات کر رہا ہے؟

جناب سردار حسین (وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم): (الف) جی ہاں، درست ہے۔

(ب) محکمہ سالانہ کرایہ کی مد میں -/2,50,77,262 روپے خرچ کرتا ہے، تفصیل درج ذیل ہے:

| نمبر شمار | ضلع          | کرایہ   | نمبر شمار | ضلع     | کرایہ   |
|-----------|--------------|---------|-----------|---------|---------|
| 1-        | ایبٹ آباد    | 903239  | 2-        | بنوں    | 60000   |
| 3-        | بگرام        | 588000  | 4-        | بونیر   | 180000  |
| 5-        | چارسدہ       | 7634108 | 6-        | چترال   | 248208  |
| 7-        | ڈی۔ آئی۔ خان | 3298082 | 8-        | دیر لور | Nil     |
| 9-        | دیرا پور     | 443520  | 10-       | ہنگو    | 43320   |
| 11-       | ہری پور      | 692556  | 12-       | کرک     | 165204  |
| 13-       | کوہاٹ        | 2532536 | 14-       | کوہستان | 503440  |
| 15-       | لکی مروت     | 252000  | 16-       | ملاکنڈ  | 300000  |
| 17-       | مانسہرہ      | 2099621 | 18-       | مردان   | 1028280 |

|         |       |     |        |        |     |
|---------|-------|-----|--------|--------|-----|
| 1466388 | پشاور | -20 | 544644 | نوشہرہ | -19 |
| 737900  | صوابی | -22 | 474600 | شانگلہ | -21 |
| 717600  | ٹانک  | -24 | 164016 | سوات   | -23 |

کل -/2,50,77,262 روپے۔

(ج) مالی وسائل کی دستیابی پر محکمہ اپنی عمارات تعمیر کرنے کیلئے اقدامات کرے گا۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری سوال پکبنے شتہ جی؟

مفتی تفتایت اللہ: سپیکر صاحب، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جی۔ میں نے سوال کیا تھا کہ آپ کا تعلیمی ادارہ ہے اور آپ اسکو کرایے پر کیوں چلاتے ہیں؟ تو انہوں نے مجھے ایک تفصیل دی ہے کہ 2 کروڑ 50 لاکھ 77 ہزار 262 روپے سالانہ ہمارا محکمہ تعلیم کے کرایے کی مد میں دیتا ہے۔ اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ تعلیم دینا جزوقتی کام ہے یا کل وقتی کام ہے، یہ عارضی کام ہے یا مستقل کام ہے؟ پھر ہر سال دو کروڑ روپے کیوں دیئے جاتے ہیں؟ یہ اگر ایک اے ڈی پی کے اندر کوئی اضافہ کر لیں اور اپنے لئے عمارت بنالیں تو اتنی بڑی رقم تو بچ جائے گی۔

جناب سپیکر: نگہت اور کزئی۔

محترمہ نگہت با سمین اور کزئی: جناب سپیکر صاحب! تعلیم جیسے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: Only three questions, ji، بس تاسو جی۔

محترمہ نگہت با سمین اور کزئی: تعلیم جیسے اہم شعبہ سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے۔ جناب سپیکر صاحب، کولسپین یہ ہے کہ جہاں پر یہ اتنا زیادہ کرایہ دیتے ہیں 2,50,77,262 روپے، جناب سپیکر صاحب، اگر یہ ہر سال ایک سکول بھی بنائیں، جہاں جہاں پہ بھی ہو تو میرا خیال ہے کہ ان دو تین، چار پانچ سالوں میں سکولوں کی وہ ہو جائے گی اور ہمارے پاس دو کروڑ یہ جتنے بھی لاکھ روپے ہیں، یہ ہمارے پاس بچ جائیں گے، تو ان سے، کہ کیوں ایسا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر ذاکر اللہ۔

ڈاکٹر ذاکر اللہ خان: سر، زہ وایمہ جی چہ دیر خود مبارکئی مستحق دے، پہ دے چوبیس اضلاع کبنے ضلع دیر صرف داسے دے چہ پہ ہغے کبنے د کرایے بلدی ننگ نشتہ خکہ چہ بلدی ننگونہ مونزہ اکثر خپلے خپلے حجرے ہم ورکوؤ او ہغہ

بغیر کرایے نہ ورکوؤ۔ زہ د منسٹر صاحب نہ دا سوال کومہ چہ دومرہ بنہ کار مونرہ کوؤ چہ زمونرہ یو پیسہ پہ مونرہ خرچہ نہ راخی نو زمونرہ Shelter less Schools دی Masque schools چہ دی، د ایم این اے او د سینیترز د فنڈز نہ مونرہ سکولونہ Complete کری دی چہ ہغے تہ Masque سکولونہ وائی، تعداد تے ڍیر زیات دے، ہغے تہ اوس باقاعدہ بلڈنگز تیار شوی دی چہ د سکول حیثیت ورکولو تہ تیار دی۔

جناب سپیکر: جی منور خان، منور خان۔ او درپری جی، لودھی صاحب۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: سر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں، جیسے اس نے کہا کہ ہم کرایہ دیتے ہیں بلڈنگز کیلئے، میری سرریکویسٹ ہے کہ ایک سکول ہے ڈبک مندرہ خیل، کئی مروت میں سر، اسکی ہائی سکول کو اپ گریڈیشن کیلئے ہم نے کہا تھا، اسکی ساری کنسٹرکشن، کمرے سارے بنا دیئے لیکن ابھی تک اسکو اپ گریڈ نہیں کیا جا رہا ہے کیونکہ فنڈس میں اس کا کیس پڑا ہوا ہے، بلڈنگ بھی 'کمپلیٹ' ہے، سب کچھ 'کمپلیٹ' ہے سر، ہم نے اپنی مدد آپ کے تحت وہ کمرے بنائے ہوئے ہیں تو Kindly اگر منسٹر صاحب اس سلسلے میں۔۔۔۔

جناب سپیکر: حاجی قلندر خان لودھی صاحب، حاجی قلندر خان لودھی۔

حاجی قلندر خان لودھی: شکریہ، جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں، ٹھیک ہے خرچہ تو دو کروڑ پچاس لاکھ سالانہ آ رہا ہے، ویسے بھی ان کی گورنمنٹ غیر ضروری خرچے کرتی ہے، خرچے پر تو میں بات نہیں کرونگا، میں یہ بات کرتا ہوں کہ جو کمرے جو یہ لیتے ہیں یا جو بلڈنگ لیتے ہیں، وہ سٹینڈرڈ کے مطابق نہیں ہوتی، ڈبے ٹائپ کمرے لیتے ہیں اور وہاں بچے نہ بیٹھ سکتے ہیں، نہ ان میں استاد تعلیم دے سکتے ہیں۔ ایک تو نقصان ہو رہا ہے، پیسے دے رہے ہیں اور دوسرا وہ جو چیز ہے، وہ Substandard ہوتی ہے اور اس میں بیٹھ ہی نہیں سکتے بچے۔

Mr. Speaker: Ji, Sardar Babak Sahib, honourable Minister for Education, please.

جناب محمد زمین خان: جناب سپیکر۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: ایک منٹ، نہ ڍیر زیات شو سپلیمنٹری، Related ہم نہ دی، ڍیر کونسنچنز Related ہم نہ دی۔

جناب محمد زمین خان: جی Related دے سر۔

جناب سپیکر: جی یو Sentence کبنے صرف کوٹسچن او کرہ، اسرار اللہ خان۔  
جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: سر، میں مشکور ہوں، اس میں چونکہ ضلع ڈیرہ میں بھی 32 لاکھ کی Payment ہو رہی ہے اسی وجہ سے چونکہ میرا ضلع ہے اور سر جہاں تک میری معلومات ہیں، اگر گورنمنٹ دل بڑا کرے تو اسکا حل نکل سکتا ہے کیونکہ جہاں تک میں نے پوچھا ہے، یہ زیادہ تر زمینیں جو ہیں اوقاف کی ہیں۔ یہ ان سے ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ آپ مہربانی کر کے ہمیں ٹرانسفر کر دیں لیکن اوقاف والے جو ہیں، یہ Payment اکثر انکے پاس جا رہی ہے، تو میری یہ گزارش ہوگی، ڈی آئی خان کے متعلق تو سر مجھے پتہ ہے کہ زیادہ تر جتنی بھی زمین ہے، اوقاف کی ہے تو گورنمنٹ ٹو گورنمنٹ Transaction ہو رہی ہے، بہتر یہ نہیں ہوگا کہ اسکا ایک Permanent حل ہو اور یہ اوقاف کی زمینیں سکولوں کو ٹرانسفر ہو جائیں؟  
جناب سپیکر: جی زمین خان، یو لائن کبنے خبرہ خلاصہ کرہ۔

جناب محمد زمین خان: یو لائن کبنے سر، زمونبرہ خنگہ چہ ڈاکٹر صاحب او وٹیل چہ یرہ دیکبنے دیر لوٹر کبنے د کرایے بلڈنگ نشتنہ، سر ما مخکبنے کوٹسچن ہم کرے وو، ہغے باندے منسٹر صاحب ماتہ وٹیلی وو ایشورنس ٹے ہم راکرے وو، زمونبرہ ہلتہ کبنے مکتب سکولونہ، زما خیال دے پنخوس شپینتہ سکولونہ دی، ماشومان پہ جماتونو کبنے ہغہ سبقونہ وائی او یا دونو لاندے ناست وی، زما خیال دے چہ لس لس، شل شل کالونہ ہغوی ناست دی نو آیا دغلتنہ ہم د کرایے د بلڈنگ بندوبست بہ دوئی کوی کہ نہ د دغہ سکولونو پرائمری تہ د اپ گریڈیشن د پارہ ہم کار کوی؟

جناب سپیکر: جی سردار بابک صاحب، سردار حسین بابک صاحب، آزیبل منسٹر صاحب۔

جناب سردار حسین (وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم): شکریہ سپیکر صاحب۔ شکریہ ادا کوؤ د مفتی صاحب چہ ڈیر بنہ سوال ٹے راورے دے او بیا زمونبرہ ڈیپارٹمنٹ ہم کوشش کرے دے چہ موزہ خو پورہ پورہ جواب ور کرے دے او بیا نورو مشرانو، ملگرو چہ د کومو تحفظاتو اظہار او کرو سپیکر صاحب، دا کوم دیتیل چہ موزہ ور کرے دے چہ سالانہ د کرایے پہ مد کبنے چہ دا خومرہ خرچہ راخی، زمونبرہ خیبر پختونخوا کبنے 24 ضلعے، اوس 25 ضلعے شوے، پہ ہغے کبنے دفاترے

هم شاملے دی چه زمونر ای ڊی اوز، پوره سٹریکچر دے، پوره کمپوزیشن دے، په دے کرایانو کنبے هغه هم شامل وی او بیا دا تجویز هم مخے ته راغے چه ولے نه چه په دے پیسو باندے سکولونه جوړ شی، سپیکر صاحب، تاسو ته معلومه ده چه زمونر د صوبے حالات داسے دی، ډیر ځایونه داسے دی چه هلته سکولونه دی، هلته بلډنگز موجود نه وی او د سکول انتہائی اشد ضرورت وی نو بیا په کرایه باندے بلډنگ اغستل چه دی، هغه ضروری شی۔ دویمه دا چه د Militancy په وجه باندے ډیر ځایونه زمونر داسے دی چه هلته زمونر سکولونه چه دی، هغه وران شوی دی او فوری طور باندے هلته مونر Schooling کوؤ، هلته مونر سکول کهلاوؤ، د هغے د پاره بیا دا لازمی خبره ده چه هلته مونر سکول په کرایه باندے واخلو۔ د مکتب سکولونو خبره اوشوه، بالکل راروان دا اوس چه کوم مونر پلاننگ کوؤ، انشاء اللہ اے ڊی پی کنبے سکیم مونر اچوؤ او په صوبه کنبے چه څومره مکتب سکولونه دی، هغے ته به مونر د GPS او د GGPS درجه هم ورکوؤ۔ منور خان صاحب خبره اوکره د اپ گریډیشن، مونر به فنانس ته په خپل پارټ باندے کیس لیږو خو مسئله دا ده چه زمونر به صوبه خو تاسو ته معلومه ده، Financial constraint وی او مسئلے وی، بهر حال انشاء اللہ دا کیس چه دے نو هغه به مونر به پخپله باندے Pursue کرو۔ مونر اوس سپیکر صاحب، داسے ده چه داخو په تیر وختونو کنبے پکار وه، زه تاسو له مثال درکولے شم چه زمونر به حکومت ته دا کراید ځی چه زمونر به صوبه کنبے اکثر و ضلعو کنبے دفاترے نه وے، آفسز نه وو، مونر اے ڊی پی سکیم راوړو او Rapidly مونر روان یو ځکه چه یکمشت زمونر صوبه چه ده، هغه د دے جوگه نه ده چه مونر د ټول آفیسز په یک یو وخت باندے جوړ کرو، پکار دا وه چه تیر حکومتونو د Initiative اغستے وے او اے ڊی پی سکیم ئے راوړے وے نو زما یقین دا دے چه اوس به د ټولے صوبے د ضلعے دفاترے چه وے، هغه به هم جوړے شوی وے او د سکولونو تعداد چه دے، هغه به هم برابر وو۔ بله خبره سپیکر صاحب، زه دا اوکره چه زمونر د صوبے آبادی کنبے په کوم رفتار باندے اضافه کیږی نو د هغے رفتار د تناسب په بنیاد باندے زمونر به صوبه د دے جوگه نه ده چه مونر سکولونه جوړ کرو، دا بعضے سکولونه چه دی دا به امر ضرورت

یا بہ امر مجبوری خبرہ دہ خکہ مونبرہ دا رینت و رکوؤ گنی دا ز مونبر خوبنہ نہ دہ۔  
اسرار اللہ خان چہ کومہ خبرہ او کرہ، بالکل مونبرہ بہ ڊیپارٹمنٹ تو ڊیپارٹمنٹ،  
مونبر کری ہم دی، مونبرہ لہ ایریکشن ہم زمکہ را کرے دہ، مونبر لہ لائیوسٹاک  
ہم زمکہ را کرے دہ، دا دوئی ڊیرہ بنہ خبرہ ز مونبر پہ نوٹس کنبے را وستہ،  
انشاء اللہ مونبر بہ اوقافو سرہ خبرہ کوؤ او زہ امید لرم چہ منسٹر صاحب بہ  
انشاء اللہ دغہ زمکہ مونبر تہ را کرے۔

جناب سپیکر: تھینک یوجی، تھینک یوجی۔ مفتی کفایت اللہ صاحب، Next Question، سوال نمبر؟  
مفتی کفایت اللہ: سوال نمبر 44۔

جناب سپیکر: جی۔

\* 44 \_ مفتی کفایت اللہ: کیا وزیر ایلیمنٹری اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ازراہ کرم ارشاد فرمائیں گے کہ:  
(الف) کیا محکمہ تعلیم میں ایس ای ٹی سائنس کی ضرورت رہتی ہے جبکہ مذکورہ ضرورت کو پورا کرنے  
کیلئے اساتذہ کثریکٹ پر تعینات کئے جاتے ہیں؛

(ب) ایس ای ٹی (سائنس) کی کتنی آسامیاں خالی ہیں، کہاں کہاں اور کب سے خالی پڑی ہیں، ضلع  
وازر تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب سردار حسین (وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم): (الف) جی ہاں، فی الوقت 2853 ایس ای ٹی  
اساتذہ پبلک سروس کمیشن سے جون 2011 تک بھرتی کئے جا رہے ہیں۔

(ب) ایس ای ٹی (سائنس) کی 494 آسامیاں خالی ہیں۔ آسامیاں کہاں کہاں اور کب سے خالی پڑی ہیں،  
ضلع وازر تفصیل مہیا کی گئی۔

Mr. Speaker: Ji, any supplementary?

مفتی کفایت اللہ: جی ہاں، سپیکر صاحب، اس میں سپلیمنٹری یہ ہے کہ انہوں نے انفارمیشن دی ہے کہ  
494 پوسٹیں ایس ای ٹی (سائنس) کی خالی ہیں۔ سپیکر صاحب، آپ کو اندازہ ہے کہ اس وقت ایک بچہ یہ  
طے کرتا ہے کہ مجھے آرٹس پڑھنا ہے یا مجھے سائنس پڑھنا ہے تو یہاں سے میڈیکل اور انجینئرنگ کے راستے  
الگ الگ ہو جاتے ہیں، تو یہ تو بہت نازک موقع ہوتا ہے اور 494 پوسٹیں خالی ہیں تو میں نے اسکا ایک  
اندازہ لگایا ہے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ 9<sup>th</sup> اور 10<sup>th</sup> کو جو استاد پڑھاتا ہے، بچوں کی تعداد اسی (80) نہ  
کردی جائے پچاس کردی جائے تو ایک سال میں دو لاکھ، چوبیس ہزار، دو سو پچاس بچے متاثر ہوتے ہیں اور

بعض جگہوں میں تو یہ بتایا ہے کہ 2003 سے 2001 سے بھی نہیں ہیں، تو میں نے 2003 سے حساب لگایا ہے اور آج تک دو لاکھ، اٹھارہ ہزار، دو سو پچاس بچے ایسے ہیں جو سائنس کے شعبے میں نہیں جاسکے اور میں بہت افسوس سے کہتا ہوں، میں نے چوبیس اضلاع کیلئے معلومات فراہم کی تھیں تاکہ تمام ایم پی ایز کو اپنے اپنے حلقوں میں معلوم ہو جائے کہ کتنی سیٹیں خالی ہیں لیکن دیرا پر، ہری پور، نوشہرہ، صوابی، کوہستان، ملاکنڈ، ایبٹ آباد، چارسدہ، اور بونیر کے بارے میں انہوں نے Date of vacancy مجھے نہیں دی ہے تو میرے سوال کا جواب نامکمل ہے، اگر اسکوپینڈنگ کر دیا جائے یا اس کو، چہ خنکہ۔۔۔۔۔

سردار اور نگزیب نلوٹھا: جناب سپیکر!

جناب وقار احمد خان: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی۔ پہلے وہ جی سردار نلوٹھا صاحب۔ او دیرہ، فرسٹ سردار نلوٹھا صاحب۔

سردار اور نگزیب نلوٹھا: شکر یہ جناب سپیکر صاحب۔ یہ جو مفتی کفایت اللہ صاحب نے بڑی اچھی نشاندہی کی ہے جی، ایس ای ٹیز (سائنس) پوسٹوں کے حوالے سے، تو جو انہوں نے ڈسٹرکٹ وائز خالی پوسٹوں کی جو فرسٹ دی ہے، اس میں ضلع ایبٹ آباد سے پندرہ پوسٹوں کی انہوں نے نشاندہی کی ہے کہ پندرہ سکولوں میں سائنس کے ٹیچرز نہیں ہیں تو جناب اس میں میرے حلقے کے تین سکول جن میں میں خود گیا ہوں اور وہاں پر مجھے ڈیمانڈ دیا گیا ہے، سائنس ٹیچر کا مطالبہ کیا گیا تو موہری بڈین ایک ہائی سکول ہے، اس کا نام انہوں نے نہیں لکھا ہے، ماکول پائیس ہائی سکول کا نام ہے، وہ بھی اس میں درج نہیں ہے، بودلابائی سکول میں ایس ای ٹی سائنس ٹیچر کی پوسٹ خالی ہے، اس کا بھی نام نہیں، تو میری منسٹر صاحب یہ درخواست ہے کہ جلد از جلد یہ پوسٹیں پر کریں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی وقار خان۔

جناب وقار احمد خان: مہربانی جناب سپیکر صاحب۔ زما ہم دے دے نلوٹھا صاحب پہ شان یو سوال دے جی چہ پہ سوات کبنے صرف زمونر دیوے حلقے ئے ورکری دی، د جعفر شاہ صاحب، زما پہ حلقہ کبنے زما د کلی درے خلور سکولونہ دی جی، پہ ہغے کبنے ہم تر اوسہ پورے ایس ای تی ٹیچر نشتہ نو آیا دے دیپارٹمنٹ، زمونر دے منسٹر صاحب د غلط بیانی نہ کار اغستے دے کہ داخہ؟ دا صرف پینسخہ پوستہ دوئ ورکری دی پہ ثابت سوات کبنے او زما پہ حلقہ کبنے درے سکولونہ دا سے دی چہ پہ ہغے کبنے ہم ٹیچر نشتہ۔



جناب سپیکر: جی۔ یہ اگر ہر ایک پہ اتنے اتنے سوال ہم Allow کریں تو کیا ہوگا؟ نہیں یہ دیکھ لینا بابک صاحب! اگر یہ Complete نہ ہوں تو اسکو پینڈنگ کر لیں۔

وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم: زہ یو ریکویسٹ کومہ جی۔ مسئلہ دا دہ چہ ایس ای تہی استاذان نشتنہ نو بیا زما تاسو تہ ریکویسٹ دے چہ تاسو پخپلہ پہ دے ہاؤس کبنے، بخبننہ غوارمہ چہ دیو موؤر سرہ او دیو سوال سرہ درے سپلیمنٹری کوئسچنز وی خو پہ ایجوکیشن باندے بیا تاسو ڈیر مہربانہ یی، کم از کم نو او آتہ سپلیمنٹری کوئسچنز اخلی، بھر حال زہ تابعدار یم سپیکر صاحب، خو مسئلہ صرف دا دہ کہ تاسو مالہ موقع را کرہ نوزہ بہ وضاحت او کر مہ۔

جناب سپیکر: دا د پورہ انفارمیشن د پارہ بیا پینڈنگ او ساتو؟

وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم: نہ جی، نہ، زہ ور کوم، انفارمیشن ور کوم، انفارمیشن ور کوم، پورہ انفارمیشن ور کوم۔

جناب محمد زمین خان: جناب سپیکر صاحب! پہ دیکبنے زما دا گزارش دے، زما تولو محترم ملگرو دا ذکر او کرو، د سوات د سکولونو انفارمیشن پورہ نہ دی، د غسے زما پہ حلقہ کبنے ماتہ پتہ دہ، روزانہ ماتہ خلق راخی، ستوڈنٹان راخی، پینخلس شل سکولونہ داسے دی چہ پہ ہغے کبنے ایس ای تہی او استاذان نشتنہ، دیو ذکر ہم پکبنے نشتنہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بابک صاحب! دا یو کامن کوئسچن دے، بس تھیک شوہ جی، خبرہ را اور سیدہ۔ بابک صاحب، دا یو کامن غوندے د تولو ایم پی ایز حضراتو دغہ دے چہ انفارمیشن صحیح پکبنے نشتنہ۔ خہ کوئی جی، بسم اللہ۔

وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم: شکریہ سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب، داسے دہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: چہ جواب واورو، کہ مطمئن نہ شو نو بیا بہ۔۔۔۔۔

وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم: زہ بہ کوشش کومہ چہ زہ جواب ورکرم، امید لرم انشاء اللہ چہ پول مشران او ملگری بہ مطمئن وی۔ سپیکر صاحب، دا سوال مخکبنے ہم پہ ہاؤس کبنے راغلی وواو دا خنگہ چہ مفتی صاحب خبرہ کوی یا زمونر نور ورونرہ خبرہ کوی، مشران خبرہ کوی چہ ایس ای تہی او استاذان چہ

دی، دا کم دی۔ بالکل کم دی، تر اوسہ پورے فگر چہ دے اٹھائیس سو ترین، اٹھائیس سو ترین استاذان چہ دی، ایس ای تہی (سائس) او ایس ای تہی (جنرل)، دا پوسٹونہ زمونہ خالی دی او زہ پہ ہر جواب کنبے بہ ہر گز پہ تیر حکومت باندے تنقید نہ کومہ خوہغہ معلومات چہ کوم یو Ground reality دہ، ہغہ بہ ضرور دے ہاؤس تہ وایمہ۔ تر شو پورے سپیکر صاحب، چہ 2853 پوسٹونہ خالی وو، مونہ پہ 23-10-2008 باندے پبلک سروس کمیشن تہ ور کری دی، پہ 23-10-2008 باندے نو دا خود تہولو مشرانو او د ملگرو پہ علم کنبے دہ چہ ایس ای تہی، میں اردو میں بات کروں گا، محترم نلوٹھا صاحب نے بات کی ہے، ایس ای ٹیز جو 16، 17 ہیں، وہ پبلک سروس کمیشن کے Purview میں آتے ہیں تو ہم نے اپنے پاس سے جو ویکینسز تھیں، ویکینٹ پوسٹیں تھیں، وہ ہم نے پبلک سروس کمیشن کو دے دی ہیں لیکن میں یہاں پہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم سے پہلے بھی ایک حکومت تھی، اب 2004 سے لیکر 23-10-2008 تک یا صرف 18 فروری 2008 تک، سارے صوبے میں اگر اتنی پوسٹیں خالی تھیں اور پبلک سروس کمیشن کے Purview میں آتی تھیں تو ان لوگوں نے کیوں ریکوزیشن نہیں کی؟ تو سپیکر صاحب (تالیاں) ہمارے پارٹ پہ، ہمارے پارٹ پہ اگر کوئی کہتا ہے کہ ہم نے کام نہیں کیا ہے تو کام کر رہے ہیں اور ہم نے اپنا کام کیا ہے۔ کل بھی ہمارے سیکرٹری صاحب وہاں پہ گئے ہیں، چیئر مین صاحب سے ملے ہیں۔ ایس ای ٹی (جنرل) کی جو پوسٹیں ہیں، ان کے انٹرویوز ختم ہو گئے ہیں، ایس ای ٹی سائنس کے انٹرویوز شروع ہیں، ہم مسلسل رابطے میں ہیں پبلک سروس کمیشن سے، اور میرے ڈیپارٹمنٹ پہ اگر میرا کوئی بزرگ یا میرا کوئی ساتھی تنقید کرتا ہے تو Well and good; welcome, most welcome لیکن ہم نے اپنے پارٹ پہ کام کیا ہے۔ میں Assure کرتا ہوں کہ ہمارے سیکرٹری صاحب اور میں بذات خود پبلک سروس کمیشن سے Coordinate کر رہے ہیں، انشاء اللہ، انشاء اللہ بہت جلد یہ پوسٹیں Fill up ہو جائیں گی، پر ہو جائیں گی۔ دوسری بات سپیکر صاحب، ہماری حکومت کو یہ (تالیاں) کریڈٹ جاتا کہ ہم نے سروس سٹرکچر انوائس کیا ہے، ہم نے سروس سٹرکچر دیا ہے۔ جو سی ٹی ہمارے اساتذہ ہیں، چودہ سو Within one & a half month، انشاء اللہ ایس ای ٹیز Promote ہو جائیں گے، (تالیاں) اسی سے بھی ہمارا مسئلہ جو ہے، وہ حل ہو جائیگا۔ تھینک یو، مسٹر سپیکر۔

(تالیاں)

جناب سپيڪر: نه دا خو بنه خبره ده، دا چه دومره پروموشنز اوشي نو دا سیتونه به ٽول ڊڪ شي او هغه ڄايونه خو به نه خالي کيڙي چه هغه کوم Promote شي۔  
وزير برائے ابتدائي و ثانوي تعليم: مهرباني سپيڪر صاحب! دا به هم زه او وائيمه چه تراوسه پورے په دے درے کالو کبنے يا ڇه د پاسه چه مخدوش حالات دي، نامساعد حالات دي 17000 خلق چه دي، ٽيچنگ سٽاف اوان ٽيچنگ سٽاف چه دے، دا زمونڙ حکومت په ميرٽ باندے بهرتي کري دي سپيڪر صاحب، دا هم زمونڙ د حکومت۔۔۔۔

(تالیاں)

جناب سپيڪر: نه جي چه دا چوده سو، چوده سو چه Promote شي۔۔۔۔  
وزير برائے ابتدائي و ثانوي تعليم: جي۔

جناب سپيڪر: د هغوي دا پوستونه چوده سو خو به نه Vacant کيڙي؟  
وزير برائے ابتدائي و ثانوي تعليم: بالکل به نه کيڙي انشاء الله، مونڙ د ڊسٽرڪٽ ڪيڊر پوستونه Within weeks, within days هغه پوستونه Fill ڪوڙ به انشاء الله،  
 که خير وي۔ (تالیاں)

جناب سپيڪر: بابڪ صاحب! هسے خفه کيڙي، دا اوگوره ڄومره دغه درته کيڙي چه بنه کار د کرے وي هغے باندے Appreciation ملاويڙي۔ مفتي کفايت الله صاحب، Again، سوال نمبر؟

مفتي کفايت الله: دا سوال نمبر 45۔ مخکبنے زه د ده تعريف کول غوارمه جي۔

جناب سپيڪر: (تقمه) بس تعريف خواوشو جي۔

مفتي کفايت الله: او واقعي چه د دوئي په حکومت کبنے د دوئي کارگزاري ڊيره بنه ده، دا مونڙ چه کوشش ڪوڙ نو د ده د محکمه تعليم په محل کبنے يو ڄائے کبنے تياروي نو زمونڙ خيال دا وي چه هغه هم رنڙا شي کنه۔

جناب سپيڪر: دا بنه خبره ده، د Improvement د پارھ ڪوئي، تاسو چه ڇه هم ڪوئي د تعليم د اصلاح د پارھ ڪوئي۔ جي سوال نمبر 45۔

\* 45 \_ مفتی کفایت اللہ: کیا وزیر ایلیمینٹری اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا حکومت نے سکول کی تعمیر کیلئے عوام سے مفت زمین حاصل کرتی ہے اور زمین کا انتقال محکمہ تعلیم کے نام کیا جاتا ہے؛

(ب) کیا بعض جگہوں کا انتقال محکمہ تعلیم کے نام کیا گیا ہے مگر ان جگہوں پر ابھی سکولز تعمیر نہیں کئے گئے؛

(ج) ضلع مانسہرہ میں جن جن لوگوں نے مفت جگہ دی ہے، ان کے نام، پتہ اور رقبے کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) حکومت محکمہ تعلیم ضلع مانسہرہ کے نام انتقال شدہ زمین پر کب تک سکولز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب سردار حسین (وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم): (الف) جی ہاں، درست ہے۔

(ب) جی ہاں، صرف ان جگہوں کے انتقال محکمہ تعلیم کے نام کئے جاتے ہیں جہاں سکول تعمیر کرنا ہوتا ہے۔ ضلع بھر میں صرف ایک سکول، جی جی ایم ایس، خراڑ میرا (جس کی سفارش اے ڈی پی 10-2009 کے تحت مڈل درجہ کیلئے کی گئی تھی) کیلئے رقبہ پیمائشی چارکنال بنام محکمہ تعلیم مفت انتقال کیا گیا لیکن بد قسمتی سے مقامی تنازعات کی وجہ سے تاحال تعمیراتی کام شروع نہ ہو سکا، تاہم محکمہ تعلیم ضلع مانسہرہ اس تنازعہ کو حل کرنے کیلئے کوشاں ہے، جو نہی اور جیسے ہی سکول کیلئے راستے کا تنازعہ (Link approach) حل ہو جائے گا، فوری کام شروع ہو جائے گا۔

(ج) ضلع مانسہرہ میں جن لوگوں نے مفت جگہ دی ہے، ان کے نام، پتہ اور رقبہ کی تفصیل درج ذیل

ہے:

| S.No | Name of land donor             | Name of School   | Mutated land |
|------|--------------------------------|------------------|--------------|
| 1    | Gulam Haider r/o Kotkay        | GPS, Kotkay      | 2 Kanal      |
| 2    | Samadar Khan r/o Trairi        | GMS, Trairi      | 4 K & 9 M    |
| 3    | M. Aslam r/o Jaba              | GPS Jaba         | 2 Kanal      |
| 4    | M. Faqir r/o Kala Mera         | GGPS kala mera   | 2 Kanal      |
| 5    | M. Zaman r/o Khabal Bala       | GPS Khabal Mera  | 2 Kanal      |
| 6    | Jehandad Khan r/o Ukhreela     | GPS Ukhreela     | 2 Kanal      |
| 7    | Roshan Khan r/o Baffa Khurd    | GPS Baffa Khurd  | 2 Kanal      |
| 8    | Yaqoob r/o Jaba Trangri        | GPS Jaba Trangri | 2 Kanal      |
| 9    | M. Ashraf Khan Tarwara         | GMS Trarwara     | 4 K & 1 M    |
| 10   | Abdul Jabbar r/o Mohar         | GHS Mohar        | 4 Kanal      |
| 11   | Taj Mohammad r/o Sokal         | GGMS Sokal       | 4 Kanal      |
| 12   | Faqir Mohammad r/o Seri Malwal | GGPS Seri Malwal | 2 Kanal      |

|    |                                 |                  |               |
|----|---------------------------------|------------------|---------------|
| 13 | M. Irshad r/o Reerh             | GGHS Reerh       | 2 Kanal       |
| 14 | Ali Zaman r/o Gohray Pher       | GMS Pher         | 4 Kanal       |
| 15 | M. Nazir r/o Tallion            | GGPS Tallion     | 2 Kanal       |
| 16 | Saidullah r/o Cham              | GGPS Cham        | 2 Kanal       |
| 17 | Nawab Shah r/o Kharar Mera      | GGMS Khara Mera  | 4 Kanal       |
| 18 | Abdul Shakoor r/o Mehthal       | GHS Mehthal      | 6 Kanal       |
| 19 | Waliurrehman r/o Tarha Bala     | GPS Tarha Bala   | 2 Kanal       |
| 20 | Aurag Zeb r/o Chora Kalan       | GPS Chora Kalan  | 2 Kanal       |
| 21 | Wajiuz Zaman r/o Oghi           | GGPS Bazargay    | 2 Kanal       |
| 22 | M. Naeem r/o Bajna              | GPS Bajna        | 4 Kanal & 2 M |
| 23 | Sanallah r/o Hathi Mera         | GGMS Hati Mera   | 4 Kanal       |
| 24 | M. Fiaz Khan r/o Kodar          | GMS Kodar        | 4 Kanal       |
| 25 | Faqir Mohammad r/o Malawal Bala | GPS Malawal Bala | 2 Kanal       |
| 26 | M. Waseem r/o Jamal Naka        | GPS Jamal Naka   | 2 Kanal       |
| 27 | M. Nawaz r/o Kajla              | GHS Kajla        | 4 Kanal       |

جناب سپیکر: جی، سپلیمنٹری۔

مفتی کفایت اللہ: نو د بایک صاحب محترم نہ ما دا تیوس کرے دے چہ دا کومے زمکے چہ انتقال شی د محکمہ تعلیم پہ نوم باندے او خہ وجہ نہ ہلتہ سکول جوڑ نہ شی نو د ہغہ غریبانو زمکہ لارہ، نو دا یو داسے ایشو دہ چہ دا ہر خائے کبنے موجود دہ لیکن د ہغے سوال جواب نہ دے راغلیے نو زہ بہ زبردستی مطمئن یمہ جی۔

جناب سپیکر: (مقررہ) جی، سردار بایک صاحب۔

وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم: مہربانی۔ د مفتی صاحب جی زہ شکریہ ادا کومہ چہ زمونہ د اصلاح د پارہ ڊیر بنہ بنہ سوالونہ راوری او ڊیر بنہ بنہ تجاویز راوری۔ دے بارہ کبنے یو خبرہ او کرمہ جی، تراوسہ پورے دا خبرہ راغلیے ہم وہ او بیا تاسو ہم حکم کرے وو چہ داسے بہ وہ چہ دا لینڈ ریکوزیشن بہ او شو، لینڈ اونر چہ بہ زمکہ ورکرہ نو دوی بہ صرف سٹامپ پیپر اولیکلو، اوس مونہ ڊیپارٹمنٹ تہ ڊائریکٹیوز کپی دی چہ دا دوی د انتقال خبرہ کوی، مونہ وایو چہ فوری طور باندے انتقال کوی چہ بیا داسے مسئلے نہ راپور تہ کیری، لکہ پہ دے یو سکول کبنے چہ دا کومہ مسئلہ راغلیے دہ نو مونہ ڊائریکٹیوز ایشو کپی دی، اوس تھیک تھاک ہغوی انتقال کوی، د ہغے نہ پس بہ بیا دا مسئلے نہ راخی۔

جناب سپیکر: جی مفتی کفایت اللہ صاحب Agin۔ جی، مفتی کفایت اللہ، چھالیس نمبر سوال ہے۔

\* 46 \_ مفتی کفایت اللہ: کیا وزیر ایلیمینٹری اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا حکومت ہر پرائمری سکول کو مڈل اور مڈل کوہائی کادر جہ دینے کی منظوری دیتی ہے;

(ب) ضلع مانسہرہ میں 2008 تا 2010 کتنے اور کونسے سکولز کو پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی سکول کادر جہ دیا گیا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب سردار حسین (وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم): (الف) جی ہاں، درست ہے۔

(ب) ضلع مانسہرہ میں 2008 تا 2010 کل اٹھائیس سکولوں کو پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی سکول کادر جہ دیا گیا ہے، تفصیل درج ذیل ہے:

| S.No | Name of Scheme  | Name of School   | Remarks   |
|------|---|--|---|
| 1    | Upgradation from Primary School to Middle Status Year 2008-09 | 1.GGPS Bhonja<br>2. " Hathi Mera<br>3. " Bajna<br>4. " Brader<br><br>5. " Darbandi<br>6. GPS Kodar   | Completed & Technical Report awaited from EDO (F&P) Mansehra Under Construction Under Construction S&E, sent to Director (E&SE) KPK, Peshawar, Vide No. 2538/dt: 11-02-2011 Under Construction Under Construction                 |
| 2    | Upgradation from Middle Schools to High Status Year 2008-09   | 1.GGMS Mera Amjad Ali<br>2. " Khaki<br>3. "Danda<br>4.GMS, Phagal<br>5. " Maithal<br>6. " Tilli Syedan   | Completed & Technical Report awaited from EDO (F&P) Mansehra Under Construction Under Construction Under Construction Under Construction Under Construction   |
| 3    | Upgradation from Primary School to Middle Status Year 2009-10 | 1.GGPS Jaloo<br>2.GPS Goray Pher<br>3.GGPS Naran<br>4.GMS Phagal<br>5. " Kotli Bala<br>6. "Sokal<br>7. " Shanai Tilli Syedan H/Z<br>8. " Arbora<br>9. GPS, Choshal | Section-V sent to DO (R&E) Mansehra Under Construction Under Construction Layout given & work stop due to non availability of path Under Construction Under Construction Under Construction Under Construction Under Construction |
| 4    |   | 1.GGMS Baidra  | Under Construction  |

|   |   |  |
|---|---|--|
| Upgradation from Middle Schools to High Status Year 2009-10 | 2. " Sokal<br>3. " Hungrai<br>4. " Bai Bala<br>5. GMS, Chamial<br>6. " Kalwal<br>7. "Gawandla<br>Madda Khel | Under Construction<br>Under Construction<br>Under Construction<br>Under Construction<br>Under Construction<br>Under Construction |
|---|---|--|

جناب سپیکر: دے نہ مطمئن ہے؟

مفتی کفایت اللہ: نہ جی دیکھنے یوہ خبرہ دہ، ما تپوس کرے دے د 2008-09 اور 10، دا درے کالہ جو پیری نو دا خو جی محکمہ تعلیم دے، زما استاد دے، زہ بہ ئے شاگرد شمه، ما تہ د دا او بنائی چہ پہ درے کبے دا یو کال ولے غائب دے؟ 2008 تا 2010۔ زما چہ کوم انگلش دے یا ٹومرہ حساب دے نو د ہغے معنی دادہ چہ یو 2008 دے او یو 2009 اور یو 2010 دے۔ دوی چہ کوم معلومات مالہ راکری دی، د دوو کالو ئے راکری دی، دیو کال ئے نہ دی راکری نو دا کہ چرتہ بھول چوک شوے وی نو انسان دے او کہ قصداً د درے کالو نہ وی نو بیا دا کومہ فلسفہ دہ جی؟

جناب سپیکر: جی آزیبل بابک صاحب، سردار بابک صاحب۔

وزیر رائے ابتدائی و ثانوی تعلیم: سپیکر صاحب، ما خوتر کومے پورے د دیپارٹمنٹ جواب کتلیے دے او ما ڈسکس کرے دے، 09-2008 اور بیا 10-2009 دوہ ترقیاتی سکیمونہ وو، پہ ہغے کبے توپل فکر چہ دے، ہم دغہ د ضلعے د پارہ راتلو، بھر حال کہ ہغوی Bifurcate کرے نہ وی، لکہ چہ 09-2008 اور بیا 10-2009، دا خپل خائے باندے خبرہ دہ او 2008 نہ 2010 پورے مانسہرے ضلع کبے ہم دغہ اٹھائس سکیمونہ چہ دی، دا یا Establish شوی دی او یا مطلب دا دے چہ Progress کبے دی او اپ گریڈ شوی دی، دغہ اٹھائس تعداد دے، بھر حال د ہغے نہ علاوہ کہ بیا د مفتی صاحب خہ سوال وی نو زہ تابعدار یمہ جی۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: ان معزز اراکین نے رخصت کیلئے درخواستیں ارسال کی ہیں جن میں: حافظ اختر علی صاحب 19-04-2011 کیلئے؛ جناب نمرؤز خان صاحب 19-04-2011 کیلئے؛ جناب ڈاکٹر حیدر علی صاحب 19-04-2011 کیلئے؛ وجیہ الزمان خان 19-04-2011 تا 22-04-2011؛ ستارہ ایاز

صاحبہ 19-04-2011 کیلئے؛ سکندر عرفان صاحب 19-04-2011 کیلئے؛ محمد علی شاہ صاحب-19-04-2011 کیلئے؛ شیرا عظیم خان وزیر صاحب 19-04-2011 کیلئے۔

Is it the desire of the House that the leave may be granted?  
(The motion was carried)

Mr. Speaker: The leave is granted.

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یو منٹ جی، او دریری جی، دا بزنس لبر دے جی، بس یر لبر دے۔

توجہ دلاؤ نوٹس ہا

Mr. Speaker: 'Call Attention Notices': Mr. Muhammad Akram Khan Durani Sahib, to please move his call attention notice No. 537. Janab honourable Akram Khan Durrani Sahib, please.

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): محترم سپیکر صاحب، آپ کا بہت شکریہ۔ میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ عرصہ دراز سے پی ڈی اے میں ملازمت کرنے والے ورک چارج اور فکسڈ ملازمین کو صوبائی حکومت نے کئی بار مستقل کرنے کی اور تنخواہوں میں چار ہزار سے سات ہزار تک اضافے کی یقین دہانیاں کرائی ہیں لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہو رہا ہے، لہذا ان کی پریشانی کو دور کیا جائے۔ محترم سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے نشتہ، خنگہ خہ فائدہ بہ او کری؟

قائد حزب اختلاف: زما خیال دے دا خو Collective responsibility دہ، بیا ئے دوئی بشیر خان تہ ور کری۔ محترم سپیکر صاحب، چونکہ دے موجودہ گرانٹی تہ چہ او گورے او دلتہ د خلقو دا ژوند او گورے نو پہ دیکھنے جی زمونر پہ دے پی ڈی اے کبے چہ کوم ملازمین دی، د ہغوی صرف چار ہزار روپی فکسڈ تنخواہ دہ او دا غریبانان دلرے لرے کلونہ جی راخی، شوک بہ کرایہ ورکوی، اکثر د داسے خایونو نہ راشی چہ کوم خائے نہ دے راخی، چہ ہغہ د دہ چار ہزار تنخواہ دہ، ہغہ خود دہ د آنے جانے پہ کرایہ باندے اولگی۔ بیا کہ چرتہ د داسے خائے نہ راخی او بیا دلتہ پاتے کیری نویوہ کمرہ چہ دوئی یر د کم قیمت ہم رہائش کوی نو د چار ہزار نہ خویوہ کمرہ ہم کمہ نشتہ نو زما بہ دا گزارش وی ستاسو دے حکومت تہ چہ دوئی پہ دے باندے نظر ثانی او کری۔ چونکہ نن



سبا پہ چار ہزار باندے اجرت چہ کوم دے ، دا زما خیال دے چرتہ پہ کلو کبے  
 چہ اوس چرتہ میبے گر خوی، ہغے کبے ہم نشتہ دے نو دا ہول ہغہ غریب خلق  
 دی جی چہ اوس دلته یا مالی دے یا دروہ صفائی کوی یا بل خہ کوی نوزمونر  
 ہغہ طبقہ دہ چہ ہغہ انتہائی د غربت سرہ مخامخ دہ، حالانکہ نن سبا پہ چار ہزار  
 باندے شوک نہ کوی خودا ڀیر مجبورہ خلق دی نوزہ بہ ستاسو شکریہ ادا کر مہ  
 او ستاسو گورنمنٹ نہ زما دا دغہ دے چہ کہ چرتہ د دوی پہ حال باندے نظر  
 ثانی او کپی۔

Mr. Speaker: Ji, Rahimdad Khan, Senior Minister for Planning and Development.

جناب رحیم داد خان { سینیئر وزیر (منصوبہ بندی) } : Thank you very much, Sir  
 درانی صاحب چہ کومہ خبرہ او کرہ، دا نہایت اہم دہ او بیا گزارہ چہ کوم دہ  
 ڀیرہ گرانہ دہ خوچہ خنگہ ملکی صورتحال دے، دغہ شان د حکومت ہم  
 پریشانی او داسے حالات دی چہ ڀیر خیزونہ چہ کوم دی، چیلنجزدی چہ ہغہ بہ  
 کوؤ او د دے متعلق پی ڀی اے چہ کوم دے خپل اخراجات پخپلہ کوی او بیا یقین  
 دہانی ورکوؤ چہ پہ دے بہ مناسب غور ہم کیبری او چہ کوم دیکبے ملازمین  
 دی چہ ہغہ کوالیفائی کوی نو ہغہ بہ تقریباً مستقل شی۔

Mr. Speaker: Thank you. Janab Javed Abbasi Sahib, to please move his call attention notice No. 542.

جناب محمد جاوید عباسی : Thank you very much, Mr. speaker۔ میں آپ کی توجہ ایک  
 اہم مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ایوب میڈیکل کیمپلیکس ہسپتال میں پانچ سو ملازمین کو پچھلے  
 کئی مہینوں سے تنخواہ نہیں دی جا رہی ہے اور ان کو نوکری سے نکالا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر، ان کو یہ کہا جا رہا  
 ہے کہ آپ تمام ملازمین ڈیلی ویز پر ہیں حالانکہ ان کو نوکری دیتے وقت ایسی کوئی بات نہیں بتائی گئی تھی۔  
 جناب سپیکر، اگر اتنی بڑی تعداد میں ملازمین کو نوکری سے فارغ کیا گیا تو نہ صرف پانچ سو خاندانوں کے  
 چولے بجھ جائیں گے بلکہ ہزارہ کے اندر ایک بہت بڑا لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بھی پیدا ہوگا اور ساتھ ہی ہسپتال  
 کی کارکردگی بھی بری طرح متاثر ہوگی۔

جناب سپیکر: جاوید عباسی صاحب! یہ ہیلتھ منسٹر نہیں ہیں تو ان کی۔۔۔۔

جناب محمد جاوید عباسی: جناب سپیکر، یہ بہت اہم معاملہ ہے۔ چونکہ یہ Collective ذمہ داری ہے تمام وزراء صاحبان کی اور مجھے کسی کا بھی جواب چاہیے ہوگا۔  
جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی، ٹھیک ہے۔ بسم اللہ۔  
محترمہ نگہت یاسمین اور کزنٹی: جناب سپیکر، جناب سپیکر۔۔۔۔۔  
جناب محمد جاوید عباسی: جناب سپیکر، جناب سپیکر۔۔۔۔۔  
جناب سپیکر: کال اینشن ہے، کال اینشن ہے۔  
جناب محمد جاوید عباسی: میری پوری بات۔۔۔۔۔

(شور)

محترمہ نگہت یاسمین اور کزنٹی: جناب سپیکر! اس کیلئے جب پوری تیاری نہیں ہوگی، لیکن جناب سپیکر صاحب، جب ہاؤس۔۔۔۔۔  
جناب سپیکر: میں تو اس کو بینڈنگ رکھ رہا تھا لیکن جاوید عباسی صاحب Insist کر رہے تھے۔  
محترمہ نگہت یاسمین اور کزنٹی: نہیں، لیکن۔۔۔۔۔  
جناب محمد جاوید عباسی: میں آج کی بات کر رہا ہوں جناب سپیکر صاحب، اس میں۔۔۔۔۔  
جناب سپیکر: جی بسم اللہ۔ عبدالاکبر خان! آپ پارٹی لیڈر ہیں، آپ اس کا جواب دینگے۔  
جناب محمد جاوید عباسی: یہ بہت Important۔۔۔۔۔  
جناب سپیکر: آپ کے منسٹر صاحب نہیں ہیں۔  
جناب محمد جاوید عباسی: جناب سپیکر صاحب، ہمارے پاس کوئی اور ذریعہ نہیں تھا، توجہ دلاؤ نوٹس پچھلے پانچ چھ دنوں سے مسلسل آرہا ہے، اگر منسٹر صاحب نہیں Available یا وہ نہیں آنا چاہتے یا اس کا جواب نہیں دینا چاہتے تو ہمارا اس میں کوئی قصور نہیں ہے، ہم تو روزیہاں آتے ہیں۔ ہونا یہ چاہیے، یہ روایت ہی اس اسمبلی میں بڑی غلط چلی ہے کہ منسٹر صاحبان اپنے سوالوں کے جواب دینے کیلئے اسمبلی میں موجود نہیں ہوتے، منسٹر صاحب اپنے توجہ دلاؤ نوٹس کے جواب دینے کیلئے نہیں ہوتے، اگر یہ اس اسمبلی کو، اس معزز ایوان کو اہمیت نہیں دیتے تو اس سے بڑا اور فورم کونسا ہے؟  
جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد جاوید عباسی: اس سے بڑی Job قوم کی کونسی ہو سکتی ہے، میں آج بڑے بوجھل دل سے کہہ رہا ہوں کہ یہ حکومت ان معاملات کو سیریس نہیں لے رہی ہے اور آج ہمارے کانوں میں جو آوازیں آرہی ہیں، اس میں سب نے چلے جانا ہے جناب سپیکر اور جس مسئلے کی طرف جناب سپیکر، میں آ رہا ہوں۔۔۔۔۔ جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب محمد جاوید عباسی: جناب، آپ تشریف رکھیں آپ کی باری آئیگی، مجھے اپنی بات کرنے دیں عبدالاکبر خان صاحب! جب بھی ہماری بات آتی ہے۔۔۔۔۔ جناب سپیکر: جی بسم اللہ، بسم اللہ پڑھیں۔

جناب محمد جاوید عباسی: آپ ہمیں زور کے ساتھ مت دبائیں۔ جناب سپیکر، یہ کسی ایک آدمی کی بات نہیں، ایک درجن ملازمین کی بات نہیں، پانچ سو ملازمین کی میں بات کر رہا ہوں جناب سپیکر، پانچ سو ملازمین کی۔۔۔۔۔

آوازیں: شیم، شیم۔

جناب محمد جاوید عباسی: جب ان کو بھرتی کیا جا رہا تھا تو میں نے اس فلور پر کھڑے ہو کر کہا تھا، میں چلا رہا تھا کہ یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ جناب سپیکر، ڈاکٹرز کو ڈیلی ویج: پر بھرتی کیا گیا ہے، ٹیکنیشنز کو ڈیلی ویج: پر بھرتی کیا گیا جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، کلاس فور کی صرف بات نہیں کر رہا، جب پانچ سو ملازمین کو بھرتی کر دیا گیا، جن لوگوں نے بھرتی کیا انہوں نے اپنی جیبیں بھریں، پچاس لاکھ روپیہ وہ ایم ایس، وہ چیف ایگزیکٹو لے کے چلا گیا، اتنا پیسہ اس ہسپتال سے تو علیحدہ کر دیا گیا، وہ چلا گیا۔ نیا چیف ایگزیکٹو آگیا جو بھرتی کرنے والا تھا، نئے آنے والے نے کہا کہ اب ان کو فارغ کرو۔ پچھلے چار مہینوں سے جناب سپیکر، ان کو تنخواہ نہیں ملی اور اب ان کو کہہ رہے ہیں کہ میں ایک قلم کے Stroke سے آپ سب کو فارغ کروں گا۔ جناب سپیکر، آپ جانتے ہیں کہ ہزارہ کے اندر ایک مومنٹ چل رہی ہے، میں یہ سازش سمجھتا ہوں اور ہم چیف منسٹر صاحب کے مشکور ہیں، مجھ سے بھی ملے اور ہمارے ایم پی ایز صاحبان سے بھی ملے۔ چیف منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ یہ زیادتی ہے ان ملازمین کے ساتھ کہ اگر ان کو بھرتی کیا گیا تو ان کو نہیں نکالا جانا چاہیے، یہ آواز آپ فلور پر اٹھائیں۔ ہم آج اس لئے جناب سپیکر، یہاں یہ آواز اٹھا رہے ہیں کہ وہ پانچ سو گھرانے جنکو نوکریاں دی گئی تھیں، جو کئی مہینوں سے ملازم تھے، اب پچھلے چار مہینوں سے جناب سپیکر، ان کی تنخواہ روک دی گئی ہے اور اب ایک ہفتہ پہلے ان کو بلا یا گیا اور انکو کہا گیا کہ آپ کو نوکریوں سے

فارغ کریں گے تو کیا میں سمجھوں کہ، چیف منسٹر صاحب کی اور پالیسی ہے یہاں اور، سلیتھ منسٹر صاحب کی یہاں اور پالیسی ہے؟ ساری دنیا میں جناب سپیکر، اگر ایک دفعہ کسی کو نوکری اس زمانے میں مل جائے تو پھر تو یہ ساری حکومت کو کریڈٹ جانا چاہیے تھا۔ آج یہ سازش کی جارہی ہے اور یہ سازش کیوں ہو رہی ہے جناب سپیکر؟ کہ جو ہزارہ کے اندر تحریک چل رہی ہے، اس میں وہ طاقت آجائے گی، اگر یہ سازش کی گئی، پانچ سو ملازمین کو فارغ کیا گیا، وہ ایک ملازم نہیں ہے جناب سپیکر، ہر خاندان میں بیس بیس لوگ ہیں، وہ باہر کھڑے ہونگے اور اس تحریک کو سپورٹ کریں گے، لہذا ہماری آپ سے گزارش ہے کہ یہ پانچ سو آدمیوں کے مستقبل کی بناء پر جناب سپیکر، اور مجھے شاید آج حکومت سے انصاف کی توقع نہیں ہے لیکن آپ کی کرسی سے اور آپ سے انصاف کی توقع ہے کہ یہاں آج میں چاہوں گا کہ جناب سپیکر، آپ صرف جواب نہ لیں بلکہ آج رولنگ یہاں دیں کہ یہ پانچ سو ملازمین کو کسی طور پر فارغ نہ کیا جائے، ان کی تنخواہیں دی جائیں، انکے بچے سکول جا رہے ہونگے، چولے جلیں اور اگر ان کو فارغ کیا گیا تو جناب سپیکر، ہم پر زور مطالبہ کریں گے اور نہ ہو تو قلندر لودھی صاحب پر بھی دباؤ ڈالیں گے، انشاء اللہ یہاں ہزارہ کے ممبران احتجاج کریں گے۔ اس معاملے پر آگے بات بھی بننے دیں گے، اس لئے کہ یہ ہماری عزت اور غیرت کا مسئلہ ہے اور یہ ہمارے ساتھ سراسر ناانصافی ہوگی، ہزارہ کے ساتھ۔

جناب سپیکر: جی فنانس سے کون جواب دے گا؟

حاجی قلندر خان لودھی: جناب سپیکر صاحب! میں اس پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، اس پر نہیں، کال اٹنشن پر نہیں ہو سکتی، کال اٹنشن پر بات نہیں ہو سکتی۔ جی آزیبل سینیئر منسٹر رحیم داد خان صاحب۔ رولز پر چلیں گے، رولز پر، ادھر ادھر زیادہ نہیں ہونا ہے۔ میں بھی کوشش کرتا ہوں آپ لوگوں کو Accommodate کرنے کی، اس کے بعد اس پر بولیں۔ جی۔

جناب رحیم داد خان { سینیئر وزیر (منصوبہ بندی) }: جناب سپیکر، دوئی چہ کومہ خبرہ او کوہ، دے سرہ متعلقہ نورے مسئلے ہم داسے دی چہ ہغہ پہ کورٹ کنبے دی نوپہ دے باندے ذکر کول، بحث کول 'سبجیوڈیس' دی۔

جناب سپیکر: دا پہ کورٹ کنبے دی؟

سینیئر وزیر (منصوبہ بندی): کورٹ کنبے دی۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: تاسو کنبینئی، This is kept pending، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اس کا Reply دے دے سینئر منسٹر صاحب کو۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ یہ رولز آف پروسیجر میں پہلے نہیں تھا اور اسی لئے اگر آپ دیکھیں تو جو رول 52 ہے، اس میں نیارول Add کرنے کی بجائے 52 کے ساتھ پھر (A), (B), (C), (D), (E) لگایا گیا، چونکہ وہ پہلے رولز میں نہیں تھا تو یہ Add کیا گیا اور اس کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ ایک Urgent, important، جس طرح یہ Matter انہوں نے اٹھایا ہے، وہ Sitting سے ایک گھنٹہ، یہ دیکھیں جی، ایک گھنٹہ پہلے بھی سپیکر کو وہ نوٹس دیا جاسکتا ہے Sitting سے، اگر دس بجے آپ کی Sitting ہے تو نو بجے آپ کو نوٹس ایک ممبر دے سکتا ہے، ایک گھنٹہ پہلے لیکن جناب سپیکر، میری ایک درخواست ہوگی کہ، اس طرح Important call attention notices یا تو آپ ایجنڈے پر نہ رکھیں جب تک منسٹر اس دن Present نہ ہو، جس دن وہ Present ہو اسی دن اس کو ایجنڈے پر رکھیں۔۔۔۔۔

جناب محمد جاوید عباسی: جناب سپیکر۔

جناب عبدالاکبر خان: ایک منٹ، ایک منٹ، ایک منٹ میں بات کروں، میں بات کروں، میں بات کروں۔۔۔۔۔

(شور)

جناب عبدالاکبر خان: میں بات کروں۔۔۔۔۔

(شور)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر، آپ مہربانی کر کے، اب اگر۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان۔۔۔۔۔

(شور)

جناب محمد جاوید عباسی: آپ کیوں Defend کر رہے ہیں؟

جناب عبدالاکبر خان: میں Defend نہیں کر رہا ہوں، میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: عبدالاکبر خان! یہ 124 ممبرز ہیں، آئریبل ممبرز 124 ہیں تو منسٹرز کی تو ذمہ داری ہے کہ وہ ادھر بیٹھا کریں۔

(تالیاں)

جناب عبدالاکبر خان: اس لئے سر، میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر Raise کیا تھا کہ منسٹرز بھی ایم پی ایز ہیں، پہلے وہ ایم پی ایز ہیں پھر اس کے بعد وہ منسٹرز ہیں۔ جب ہم اندر داخل ہوتے ہیں تو جو رسٹر پر رجسٹر رکھا ہوتا ہے، صرف ممبرز اس پر دستخط کرتے ہیں اور منسٹرز اس پر دستخط نہیں کرتے، کیا وہ ممبرز نہیں ہیں؟ اس طرح جب ہم درخواست (تالیاں) جناب سپیکر، جب ہم چھٹی کی درخواست کرتے ہیں، اس پر میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے اور ابھی تک اس پر رولنگ Reserved ہے، جس طرح ہم چھٹی کی درخواست کرتے ہیں، منسٹرز بھی ایم پی اے ہے، وہ آپ سے چھٹی کیوں نہیں لیتا؟ اگر منسٹر آپ سے چھٹی لیتا تو آپ کو پتہ ہوتا کہ فلاں منسٹر نہیں آ رہا ہے، اس کے کال انٹنشن نوٹس کو آپ اس دن پر کر لیتے۔ اس لئے جناب سپیکر، میں مانتا ہوں کہ بڑی Important بات آئریبل ممبر نے، چونکہ اس کے ضلع کی ہے، اس کے حلقے کی ہے، بڑی Important بات ہے تو میری درخواست ان سے بھی ہوگی، میں آج ہی ان سے رابطہ کرونگا اور آپ بھی رابطہ کریں کہ وہ آکر ان کو Satisfy کر سکیں، اس کال انٹنشن نوٹس پر۔

جناب سپیکر: لیکن عبدالاکبر خان! ایک بات ہے نا، جو منسٹر صاحب نہیں آ رہے ہیں تو بہت پہلے سے Circulated business ہے، وہ تو کم از کم دوسرے اپنے Colleagues کو بریف کریں کہ میری مجبوری ہے، اس کو پوری طرح جواب کیلئے تیار کرنا چاہیئے۔

جناب عبدالاکبر خان: سر! اگر آپ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ اتنا بھی For granted تو نہ لیں، اس ہاؤس کو۔

جناب عبدالاکبر خان: اگر آپ منسٹر کو بھی ایم پی اے Consider کر رہے ہیں، میرے پوائنٹ آف آرڈر پر آپ رولنگ دے دیں کہ Minister is also as MPA، ٹھیک ہے وہ منسٹر ہوگا گورنمنٹ کا، وہ اس ہاؤس کا ممبر ہے، وہ ایم پی اے ہے۔ جس طرح آپ Treat کرتے ہیں ایم پی ایز کو، اسی طرح آپ منسٹر کو بھی As MPA یہاں پر Treat کریں گے اور جو پابندی یا جو بات ہم پر ہوگی، وہ ان پر ہوگی۔ ہم درخواست دیتے ہیں چھٹی کی، وہ بھی آپ کو درخواست دے گا، آپ کو پتہ لگے گا کہ کونسا منسٹر نہیں آ رہا ہے، کونسا منسٹر آ رہا ہے؟

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اسرار اللہ خان گنڈاپور۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: جناب سپیکر! جب ہم تحریک استحقاق موؤ کرتے ہیں تو وہاں پر تو یہ ہمارے ساتھ بن جاتے ہیں کہ تحریک استحقاق ان کو Cover کرتا ہے اور پھر یہ ہمارے ساتھ بن جاتے ہیں تو یہ بھی ایک Dichotomy ہے، مہربانی کر کے اس کو کلیئر کریں، یا تو پھر وہ تحریک استحقاق۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر مناسب وقت پر میں اپنی رولنگ میں کلیئر کرونگا، تھینک یو جی۔ عبدالاکبر خان۔

جناب محمد جاوید عباسی: میری اس تحریک کو پینڈنگ کریں۔

جناب سپیکر: This is kept pending; this is kept pending اور منسٹر کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اتنی لمبی چوڑی غیر حاضری نہ کریں اور اگر کرنی ہے خواہ مخواہ تو ہمیں Intimate کریں، ہاؤس کو تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ اس کی کیا بزنس ہے؟ Abdul Akbar Khan, Chairman of the Standing Committee No. 18 on Local Government, to please move that report of the Committee, already presented on 10-02-2011, may be adopted.

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میری درخواست ہوگی کہ ایک تو لوکل گورنمنٹ کے منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں، دوسری لوکل گورنمنٹ کیلئے آپ نے ایک سلیکٹ کمیٹی بنائی ہے جو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں اینڈ منٹ کر رہی ہے، چونکہ یہ بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے تو میری ہاؤس سے اور آپ سے درخواست ہوگی کہ اس کو پینڈنگ کر لیں تاکہ جب وہ اینڈ منٹس ہوں تو اسی میں اس کو بھی Incorporate کر لیں۔

جناب سپیکر: یہ ہاؤس اگر اجازت دے دے تو۔۔۔۔۔

Mr. Abdul Akbar Khan: Okay

Mr. Speaker: This is kept pending.

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: جناب سپیکر!

محترمہ نگہت یاسمین اور کزئی: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: ایک منٹ، ایک منٹ۔ اسرار اللہ خان! ایک منٹ۔ بس یہ تھوڑا سا، اچھا یہ بحث آگئی۔

ون بائی ون، ون بائی ون۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: سر، میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ تھینک یو، سر۔ چونکہ مائیک ایک کھل

گیا ہے۔۔۔۔۔

محترمہ نگہت یا سمین اور کرنی: جناب سپیکر صاحب، میرا بھی ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے جی اور میں اس پر بولنا چاہوں گی۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: سر میری گزارش ہوگی اور وہ سر، میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کی بھی Interest اس وجہ سے ہوگی اور آج اخبارات میں وہ بات آئی ہے، کل یہاں پر ہمارے منسٹر صاحب اگر ہوتے تو بہتر ہوتا، انہوں نے ایک بات کہی تھی کہ سپیکر صاحب آپ مہربانی کر کے محکموں کو ہدایات نہ دیں۔ سر، میں نے اس کو جب دیکھا، یہ Rule 241 ہے، Rule 241 کو اگر میں Read out کروں

سر، اس میں ہے: “Residuary powers of the Speaker:- Any matter arising in connection with the business of the Assembly and its Committees, for which no specific provision exists in these rules, shall be decided by the Speaker and his decision shall be final and all questions relating to the detailed working of these rules shall be regulated in such manner, as the Speaker may, from time to time

direct.”۔ سر یہ 241 جو ہے یہ Basically آپ کی Residuary powers جہاں مطلب ہے

رولز کلیر نہ ہوں، یہاں پر سر جو Interesting بات ہے، وہ یہ ہے کہ بزنس، پھر بزنس کی اگر آپ

Definition میں جائیں تو جو Definition رولز کی ہماری ہے، وہ وہاں پر نہیں ہے لیکن رول 24 جو

ہے سر، List of Business، اس میں جو لسٹ آف بزنس آپ کی آتی ہے، اس میں کہا جاتا ہے ‘Says

as otherwise provided in these rules, اس کا سر جو (b) ہے، یہ (b) (2) 24 کی میں

بات کرتا ہوں، “no business, not included in the List of Business shall be

transacted at any sitting,” یعنی وہی بزنس Transect ہوگی جو کہ ایجنڈے کی ہمیں کاپی

ملتی ہے “except business of a formal or ceremonial nature which may

be permitted by the Speaker;” Ceremonial یا Formal کی آپ وہ بزنس آپ کی

اس کی آپ اجازت دے دیں، تو سر میں اس پر آپ سے یہ رولنگ چاہتا ہوں، چونکہ آج جو اخبارات

نے اس کو اچھا لایا ہے کہ سپیکر کے پاس یہ اختیار ہی نہیں ہے، میں سمجھتا ہوں، آرنیبل منسٹر صاحب جو ہیں،

وہ یقیناً بڑے لائق ہیں، Practicing lawyer بھی ہیں، انہوں نے اس چیز کو شاید اس حوالے سے



دیکھا ہو کہ ایک آپ کی ایگزیکٹو ہے، ایک آپ کی مقننہ ہے جو کہ لیجسلیٹرز ہیں، ایک آپ کی جوڈیشری ہے، ہر ایک کے جو رولز ہیں وہ علیحدہ علیحدہ انکو Govern کرتے ہیں اور انکا یہ خیال ہو کہ یہاں سے اگر وہ ہدایات جاتی ہیں تو وہ ان کو Overlap کرتی ہیں لیکن سر آپ رولز آف بزنس اپنے دیکھ لیں، یہ یہ نہیں ہے کہ صرف اس اسمبلی نے بنائے ہیں، سر ان کو آئین کا آرٹیکل 67 Cover کرتا ہے اور اس کے تحت ان میں وقتاً فوقتاً اینڈ منٹس ہوتی ہیں۔ آئین جو ہوتا ہے، آپ کے Basic parameters ہوتے ہیں، اس کے نیچے رولز بننے ہیں اور وہ رولز ان کو Govern کرتے ہیں، تو سر میں اس میں آپ سے یہ رولنگ چاہتا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے اپنی Residuary powers میں اور ان میں جو بزنس ہے، اس میں مجھے یہ بتایا جائے کہ آپ جو یہاں سے رولنگ دے دیتے ہیں، اس کی کیا حیثیت ہو جاتی ہے؟ جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ بزنس میں آتا ہے کہ جس کو آپ Entertain کر لیں یا تو گورنمنٹ سرکے کہ میں اس کو نہیں لیتا اور یہ فریش کونسلجین آئے، جب وہ Reply دے دیتی ہے اور انکے Reply کے جواب میں آپ وہاں سے رولنگ دے دیتے ہیں تو اس کو پھر کنفیوز کرنا کہ آپ کے پاس اختیارات نہیں ہیں، تو میں سر آپ سے اس پر رولنگ چاہتا ہوں۔ تھینک سر۔

جناب سپیکر: تھینک یوجی۔ یہ جو کہ کانسٹیٹیویشنل پوسٹ ہے۔۔۔۔۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر صاحب! میں ایک اور بات، یہ بڑی Important بات اسرار صاحب نے کہی، You are not only a Speaker of this Assembly, you are custodian of the House اور جب کسٹوڈین کہا جاتا ہے تو کسٹوڈین کا یہ مطلب نہیں کہ آپ دیواروں کے کسٹوڈین ہیں یا آپ یہاں باہر لان کے کسٹوڈین ہیں، یہاں اس اسمبلی کی جو اور چیزیں ہیں، اس کے کسٹوڈین ہیں آپ ان 124 ممبرز کے Rights and privileges کے بھی کسٹوڈین ہیں، یہاں پر اپوزیشن بھی بیٹھتی ہے، یہاں پر حکومت بھی بیٹھتی ہے تو آپ دونوں کے کسٹوڈین ہیں۔ آپ کی نظر میں اپوزیشن اور گورنمنٹ دونوں ایک جیسے ہونگے، آپ Impartial ہونگے اور اسی لئے جناب سپیکر، دنیا کے جب تمام سپیکرز صاحبان کا مطالعہ کریں تو وہ Impartial ہوتے ہیں، بالکل مکمل اور اس لئے ہوتے ہیں کہ وہ کسٹوڈین ہوتے ہیں سب ہاؤس کے تو جناب سپیکر، اگر As a Member میرے ساتھ کچھ پر اہلم ہوتا ہے تو میں کس کے پاس جاؤں، اس ہاؤس میں آپ مجھے وہ جگہ بتادیں جس کے پاس میں اپنا وہ پر اہلم لے کے جاؤں؟ Definitely میں وہ پر اہلم آپ کے سامنے Raise کرونگا اور اگر آپ

میرا وہ پر اہم حل نہیں کر سکتے تو آپ میرے کیسے کسٹوڈین ہیں، آپ میرے کیسے محافظ ہیں، آپ میرے Rights کے، As a Member میرے Rights کے کیسے آپ محافظ ہیں؟ تو Definitely آپ میرے Rights کو دیکھتے ہوئے آپ ایک انسٹرکشن دیں گے، ایک ڈائریکشن دیں گے، اگر اس ڈائریکشن پر ایگزیکٹو اس طرح عمل نہیں کرتی تو پھر اس ہاؤس کی ضرورت کیا ہے، پھر آپ کی ضرورت کیا ہے، پھر سپیکر کی ضرورت کیا ہے؟ اس لئے جناب سپیکر، جو پوائنٹ آف آرڈر انہوں نے اٹھایا ہے، یہ بڑے Important nature کا پوائنٹ آف آرڈر ہے اور یہ نہ صرف آج کا بلکہ آئندہ کیلئے جو بھی اسمبلیاں آئیں گی، ان کیلئے ایک مشعل راہ ہوگی، یہ بہت Important، یہ مستقبل کی بات کیلئے، آج کیلئے بھی لیکن مستقبل کیلئے بھی ہے، تو میری درخواست ہوگی کہ اس پر آپ رولنگ دے دیں۔

جناب سپیکر: میں اس بات پر بڑا کلیئر ہوں کہ سپیکر کی کیا Jurisdiction ہے اور کیا اختیارات ہیں؟ میں Detailed ruling بعد میں دوں گا لیکن ہم اپنی Jurisdiction سے باہر نہیں نکلتے اور یہ کرسی، یہ چیئر بڑی عارضی چیز ہے، اس ہاؤس نے مجھے منتخب کیا ہے، مجھے پتہ ہے کہ میں نے ہاؤس کے ہر ممبر کے حقوق کی کس طرح حفاظت کرنی ہے اور (تالیاں) ایک ایک ممبر کی عزت مجھے اپنی عزت سے زیادہ پیاری ہے (تالیاں) میں اس پر Detailed ruling انشاء اللہ جلدی دوں گا۔ تھینک یو جی۔ جی بی بی، نگہت اور کرنی بی بی۔

محترمہ نگہت یاسمین اور کرنی: تھینک یو، جناب سپیکر صاحب۔ میں کل سے آپ سے پوائنٹ آف آرڈر ایک بہت اہم مسئلے کیلئے مانگ رہی تھی کیونکہ یہ میرے پورے صوبے خیبر پختونخوا کی بچیوں کا معاملہ ہے جو کہ ڈیرہ اسماعیل خان سے لیکر پتھرال اور پتھرال سے لیکر کوہستان تک کی بچیاں جو ہماری مختلف یونیورسٹیز میں پڑھتی ہیں، جناب سپیکر صاحب، مجھے بڑے افسوس سے یہاں اس ہاؤس میں، اس فورم سے یہ بات اٹھانی پڑ رہی ہے اور میرا خیال ہے منسٹر صاحب اگر مجھے توجہ دیں، جناب سپیکر صاحب، میں آپ سے درخواست کروں گی کہ اگر آپ قاضی اسد صاحب کو کہیں کہ میری طرف متوجہ ہو جائیں کیونکہ یہ انہی کے ڈیپارٹمنٹ کا معاملہ ہے۔ قاضی اسد صاحب اپنی منی اسمبلی لگا لیتے ہیں جب بھی کوئی اہم پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے جناب سپیکر صاحب، لیکن انہی کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ جناب سپیکر صاحب، میں شارٹ بات کرنا چاہوں گی کہ ہمارے کچھ ڈیپارٹمنٹس کے جو ہیڈز ہیں اور ان کی جو وہاں پر بچیاں پڑھتی ہیں جناب سپیکر صاحب، ان کو Sexual harassment کی دھمکیاں دی جاتی ہیں جناب سپیکر صاحب، اور یہ بات میں

یہاں پر باوثوق ذرائع اور خود میں نے چونکہ اس بات کو Probe کیا ہے جناب سپیکر صاحب، تب میں اس اسمبلی میں یہ معاملہ لے کر آئی ہوں کہ وہ ان کو Insist کرتے ہیں کہ وہ ان سے پیار محبت کی راہیں بڑھائیں تب ان کے نمبر زیادہ آئیں گے ورنہ ان کی Supplementary آجائیں گی۔ جناب سپیکر صاحب، بہت سے والدین نے اپنی بیٹیاں جو ہیں، تو وہ ان کالجوں سے، ان ڈیپارٹمنٹس سے اٹھالی ہیں اور جناب سپیکر صاحب، ایک بات اور یہ کہ یہ معاملہ وی سی کے پاس موجود ہے، وی سی کے پاس باقاعدہ Written complaints ہیں اور میں نے یہ معاملہ اس فورم پر اس لئے اٹھایا ہے کہ میں آپ کی وساطت سے چانسٹر صاحب کو یہ ریکویسٹ کرنا چاہتی ہوں کہ وہ اس کو Probe کریں کیونکہ یہ ہمارے معاشرے کا جو ہے، تو آپ کو پتہ ہے اور پورے خیبر پختونخوا کو پتہ ہے کہ یہ عزت کا معاملہ ہے اور بہت چپکے چپکے سے بہت سی ہماری جو بچیاں ہیں، وہ تعلیم سے محروم ہوتی جا رہی ہیں۔ جناب سپیکر صاحب، میں آپ سے یہ بھی گزارش کرونگی کہ وہ ویمن کمیشن کا، جو ویمن کمیشن بنا ہے، اس کو اس کی انکوائری پر، اس کو Probe کرنے پر لگایا جائے اور یہاں پر سوشل ویلفیئر کی منسٹر صاحبہ نہیں ہیں، ان کو اگر آپ ہدایت دیں کہ ان کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہ اس کو Probe کریں اور اس کی Investigation کریں اور جو بھی ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ اس میں ملوث پایا جاتا ہے جناب سپیکر صاحب، تو اس کو سرعام کوڑے لگائے جائیں اور اس کو اس کے بعد سرعام سزا دی جائے۔

جناب سپیکر: پہلے جی، پہلے گورنمنٹ کو سن لیتے ہیں۔ جناب آنریبل قاضی اسد، قاضی اسد صاحب، آنریبل منسٹر فار ہائر ایجوکیشن۔

قاضی محمد اسد خان (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): تھینک یو، سر۔ سر ایچ پی اے صاحبہ نے جس بات کی طرف اشارہ کیا ہے، یہ تو بہت ہی گھناؤنا ایک جرم ہے، میرے ساتھ انہوں نے پہلے اس قسم کی کوئی بات نہیں کی، اگر اپنے طور پر مجھے بتا دیتی تو میں اس کو Probe کر کے اور جو بھی اس بارے میں ہو سکتا تھا، وہ میں کر لیتا لیکن انہوں نے ابھی پوائنٹ آؤٹ کیا سر، انشاء اللہ تعالیٰ اس پر میں Strict action لوں گا اور میں فلور آف دی ہاؤس پر یہ اعلان کرتا ہوں کہ اس میں جو بھی شامل ہوا یا جس کا نام بھی آیا اور وہ Prove ہو گیا تو اس کو سخت سے سخت انشاء اللہ سزا دی جائیگی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ، قاضی صاحب۔ میاں نثار گل صاحب، مختصر، مختصر جی۔ دوہ، دوہ منتہ نو۔

ملک قاسم خان خٹک: جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: میاں نثار گل کے بعد۔

میاں نثار گل کا کاخیل: شکریہ سر۔ سر، میں تو آپ سے معذرت کرتا ہوں کہ دو، تین منٹ لوں گا کیونکہ میری تحریک التواء تھی، وہ ٹیبل بھی ہوئی تھی لیکن پتہ نہیں کن وجوہات سے واپس کی گئی؟ اب میں سر کننا چاہتا ہوں کہ مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں نثار گل کا کاخیل: Thank you so much, Sir۔ سر بات یہ ہے کہ آپ اس ایوان میں تقریباً تین سال سے بیٹھے ہیں اور شکر الحمد للہ اس ایوان نے ایک متفقہ قرارداد یہ پیش کی تھی اور پاس بھی ہوئی تھی کہ جنوبی اضلاع، کوہاٹ ڈویژن اور خصوصاً ضلع کرک آئل اینڈ گیس سے مالا مال ہے، کرک میں آئل ریفائزری بنائی جائے۔ جناب سپیکر، ایک قرارداد گئی ہوئی تھی، ملک قاسم اور میں نے مشترکہ پیش کی تھی اور اس کا واپس جواب آگیا کہ ابھی تک اتنے تیل اور گیس کے ذخائر نہیں ہیں کہ ہم ریفائزری بنائیں، جب اتنی تعداد پوری ہو جائیگی تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ وقت کے ساتھ ساتھ ہم کرک میں ریفائزری بنائیں گے۔ جناب سپیکر، ہمارے قابل احترام گورنر سیر مسعود کوثر صاحب جس کی خدمات پورے صوبے کیلئے ہیں اور پورے ملک کیلئے ہیں، بہت ہی اچھے ہیں اور ہم اس پر فخر بھی کرتے ہیں کہ وہ کوہاٹ ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں، وہ ایک ہفتہ پہلے کوہاٹ گئے تھے اور کوہاٹ میں ایک 'کانو کیشن' تھا یونیورسٹی میں تو اس میں انہوں نے اعلان کیا تھا اور 'مشرق' میں بڑی سرخی بھی آئی تھی کہ بہت جلد میں وزیر اعظم صاحب کے ساتھ ملکر کوہاٹ میں آئل ریفائزری اور کوہاٹ میں گیس سے بجلی پیدا کرنے والا پلانٹ لگاؤں گا۔ جناب سپیکر، یہ بہت اچھی بات ہے، بہت ہی دلیرانہ بات ہے کہ شکر الحمد للہ جنوبی اضلاع میں ایک بڑی انڈسٹری بن جائیگی لیکن میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں جناب سپیکر، کہ اسمبلی کی قرارداد جو پاس ہوئی تھی، اس سے پہلے وہ اس اسمبلی نے متفقہ پاس کی، اگر ایسے بیانات آتے ہیں تو میں اس ہاؤس سے اور آپ سے یہ ریکویسٹ کرنا چاہتا ہوں کہ پھر حکومت کیلئے مسائل پیدا ہونگے کیونکہ پھر کمپنیوں کے لئے اینڈ آرڈر کے مسئلے بنیں گے۔ حق یہ ہونا چاہیے کہ جو ضلع سب سے زیادہ پیداوار دیتا ہے، اس کے نزدیک، میرے دوسرے دوست اقبال فٹا بیٹھے ہوئے ہیں، کڑپہ ایک ایسا پوائنٹ ہے کہ جو کوہاٹ اور کرک دونوں کے سنگم پر واقع ہے، پھر ایسی کمیٹی بنانی چاہیے کہ وہ جا کر ادھر فرنیٹیٹی دیکھ لے، خدا نخواستہ جناب سپیکر، کل وزیر اعظم

صاحب اس چیز کی Approval دے دیں اور گورنر صاحب تو بھی بہت ہی اس کا دکھ رکھتے ہیں، اس کے متعلق اگر ایک چیز ایسی بن گئی تو میں اس ایوان میں ایک بات لانا چاہتا ہوں، اس سے پہلے اکرم خان درانی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے چیف منسٹر تھے، افتخار حسین صاحب ہمارے بہت ہی مہربان ہیں، کوہاٹ کیلئے انہوں نے اسی طرح ایک اعلان کیا تھا کہ میں ڈوڈامیں سی پی اے پلانٹ بناؤں گا تو میں اس فلور پر درانی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ خود ہیلی کاپٹر میں آئے تھے گرگری اور انہوں نے اعلان کیا تھا کہ ان علاقوں کا حق ہے جن علاقوں کے وسائل پیدا ہوتے ہیں، تو میں اس ایوان سے اور اس ہاؤس سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ Sensitive مسئلہ ہے جناب سپیکر، آپ ایک ٹائم گورنر صاحب سے لے لیں پھر اسی سے متعلق ایک کمیٹی بنا دیں، کوہاٹ ڈویژن ہمارا ہے، کوہاٹ والے ہمارے بھائی ہیں لیکن ایک متفقہ فیصلہ ہو کہ وہ ایسی جگہ پر بن جائے کہ پورے صوبے کیلئے اور پورے پاکستان کیلئے اس سے فائدہ ہو اور میں پریس والے بھائیوں کو بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پورے صوبے کیلئے بہت ہی اہم مسئلہ ہے اور اس کیلئے ایک کمیٹی بننی چاہیے۔ میں نے تحریک التواء اس لئے پیش کی تھی سر، کہ آپ اس پر ایک کمیٹی بنائیں گے لیکن پتہ نہیں اس پر گورنر صاحب کا نام تھا، میں گورنر صاحب کو قابل احترام سمجھتا ہوں، وہ ہمارے بڑے عزت دار معاشرے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اخبار میں جو میں نے بیان دیکھا تھا، اس کے متعلق میں وضاحت کرنا چاہتا تھا۔ اگر حکومت کی طرف مجھے کوئی تسلی بخش جواب مل جائے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ پھر نہیں چاہوں گا کہ اس پر دوبارہ بحث ہو۔ شکریہ۔

ڈاکٹر اقبال دین: سپیکر صاحب! زہ پر سے ہم یو دوہ خبر سے کوم۔

جناب سپیکر: دا اخباری اطلاع دہ جی، پہ دے باندے داسے -----

ملک قاسم خان ٹنک: نہ جی، مونز بہ پر سے ہم خبرہ کوؤ۔-----

ڈاکٹر اقبال دین: بس یو منت بہ اخلو جی -----

جناب سپیکر: نہ او کپڑی خو دوہ منتیو نہ زیاتے مہ کوئی جی۔ یو یو، اول ملک قاسم صاحب! تہ او کرہ، بیا دا کپڑ صاحب تہ او کرہ۔

ملک قاسم خان ٹنک: شکریہ جناب سپیکر۔ لکہ خہ رنگ چہ میان نثار گل صاحب او وئیل، حقیقت دا دے، تہول جنوبی اضلاع د پارہ دا یونیک شکون پیغام دے چہ گورنر صاحب کوم اعلان کرے دے، مونز غوارو چہ جنوبی اضلاع کبے چہ

کوم وسائل تیل گیس پیدا دی، هغه نه مونبر داسے فائده واخلو لکه خہ رنگ چہ  
دوئ اعلان کرے دے چہ هلته به ریفائٹری وی سر۔ جناب والا، د دے اسمبلی د  
مرکزی حکومت نه او د صوبائی حکومت نه د مخکینے نه مطالبه ده چہ دے  
کرک ضلع کینے د دا آئل ریفائٹری د کرپے په مقام باندے جوړه شی۔ کرپه  
داسے یو سنگم دے چہ دا د کوهات او د کرک باؤنڈری ده نو دا ډیر موزوں  
مقام دے او د هغه نه بعدزه جی دعوت ورکومه حکومت ته، که چرے دوئ مونبر  
ته اجازت راکړی او مونبر فنانس کړی، مونبر خپله په کرک کینے د پانچ سو  
میگاوات بجلی گهر د جوړولو زه اعلان کومه د دے اسمبلی په فلور باندے چہ  
مونبر ته دا کوم پن بجلی یا کومه د ا پیسے چہ لگی لگی دی په ملاکنډ کینے، په  
نورو اضلاع کینے، د صوبے په نورو حصو کینے، کرک کینے د پن بجلی د پاره  
چہ کوم په اربونه روپی مونبر دلته کینے د مرکز نه حاصل کړی دی نو دیکینے د  
دا پانچ سو میگاوات بجلی گهر شامل شی، دا جی د صوبے گټه ده۔ یو طرف ته د  
توانائی دومره بحران دے چہ ټول ملک په ترتر کینے دے او بل طرف ته په کرک  
کینے دومره په آسانه سره بجلی پیدا کولو مواقع موجود دی او جناب والا،  
دیده و دانسته هغه طرف ته توجه نه ورکوی، دا یو لمحہ فکریه ده او خدائے  
پاک د زمونبر حکومت ته داسے همت ورکړی چہ دے په خپلو پښو او درپری او دا  
انرجی پروگرام چہ کوم په کرک کینے دے، ډیر وسائل موجود دی او هغه ته چہ  
دغه او کړی او مونبره دا وایو گورنر صاحب ته چہ کرک هم ستا ضلع ده، ته د دے  
صوبے غرے ئے او مونبر ته په تا باندے فخر دے، کرک د خان نه مه بیلوه په دغه  
طریقہ باندے، هسے هم کرک کینے په دے معامله باندے ډیره لوبه لگیاده چہ  
خلق نور مشتعل نه شی۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ، تهپیک شوہ جی۔ جی ډاکټر فنا صاحب، شکریه ډاکټر فنا  
صاحب۔

ډاکټر اقبال دین: مهربانی سپیکر صاحب۔ دے میان نثار صاحب چہ کومه مسئلہ  
را اوچته کړه، د دے باره کینے جی اسمبلی کینے قرارداد ما دلته پیش کړے وو  
او Unanimously قرارداد چہ کوم پاس شوے وو، هغه کینے دا وو چہ په  
کوهات او ترجیحاً په شکر دره کینے د آئل ریفائٹری جوړه شی ځکه چہ هغه ټائم

پورے د شکر درے پروڈکشن ڊیر زیات وو۔ اوس زہ دا منم چہ کرک کبے ہم کافی زیات مقدار سرہ تیل دی او میاں نثار صاحب چہ کومہ نکتہ پیش کرہ چہ داسے خائے کبے وی چہ د شکر درے، د کرک، د هنگو، د کواہت دا آئل چہ مونبرہ او پرو کومے ریفاٹری تہ چہ ہغہ پہ داسے مینخومانہ خائے وی چہ د تولو خایونو پہ مینخ کبے وی او ہلتہ بہ د آئل د راوړلو تکلیف ہم کم وی، خکہ چہ د آئل ریفاٹری د پارہ چہ اوس اٹک تہ زمونبر کوم آئل روان دی، سل گاډی تقریباً تینکرے د شکر درے نہ روانے دی، دغہ ہومرہ د کرک نہ روان دی او زمونبر تولا انفراسٹرکچر ہغے سرہ تباہ کیری لگیا دے، زمونبر تولا سرکونہ ورسرہ تباہ کیری لگیا دی۔ د کرک او د شکر درے نہ گاډی روان شی کواہت تہ او بیا کواہت نہ خوشحال گرہ پورے زمونبر داسرکونہ مسلسل د دے تریفک، چہ کوم ددوئی تینکرے روانے دی، د دے وجہ نہ تباہ کیری لگیا دی نو میاں نثار صاحب چہ کوم مسئلہ را اوچتہ کرہ چہ د هنگو، د کواہت، د کرک درے وارو پہ مینخ کبے او انشاء اللہ دا کوم خائے چہ ددوئی Propose کرو، دا د دے پہ مینخ کبے راخی چہ دغلتنہ کبے آئل ریفاٹری قائمہ شی جی۔

جناب سپیکر: دا چونکہ فیڈرل سبجیکٹ دے، تاسو پرے خوک خبرے کول غواړئ؟  
جناب سردار حسین (وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم): کہ ستاسو اجازت وی سپیکر صاحب؟  
جناب سپیکر: جی جی، بسم اللہ، سردار بابک صاحب۔

وزیر برائے ابتدائی و ثانوی تعلیم: مہربانی سپیکر صاحب۔ میاں صاحب چہ کومہ خبرہ راپور تہ کرہ سپیکر صاحب، بیشکہ خنگہ چہ تاسو ہم ذکر او کرو چہ د اخبار خبرلہ دومرہ اہمیت ورکول نہ دی پکار چہ پہ اخبار کبے یو خبرہ راشی او دا خیبر پختونخوا چہ دہ، دیکبے ہیخ شک نشتہ چہ دیکبے خلیرویشٹ یا پینخویشٹ ضلعے دی خو مونبر تہ د دے تولو مثال یو داسے بنکاری چہ دا د تولو خپل کور دے او بیا چہ پہ اخبار کبے یو خبر راشی، د یوے ضلعے یو ملگرے یا یو مشر یو خبرہ پہ یو شکل باندے کوی او بیا د بلے ضلعے یو ملگرے یو مشر پہ بل شکل باندے خبرہ کوی نو دے سرہ د میدیا ملگری ہم ناست دی، دا خبرہ خدائے مہ کرہ چہ داسے دغہ شی، زہ د حکومت د طرف نہ دا وئیل غواړم سپیکر صاحب چہ زمونبر وزیر اعلیٰ صاحب تاسو تولو تہ معلومہ دہ چہ پہ

قوم خائے کبنے ہم خہ کار کبیری یا داسے ترقیاتی عمل کبیری، پہ مشاورت باندے کار کوی نو زما به خواست دا وی چه د کرک ملگری یا مشران چه دا کہ شک گنری یا پہ دیکبنے داسے خہ خبره گنری چه د کرک خلاف خہ خبره کبیری یا د کوهات ملگری او مشران داسے خہ خبره گنری نو داسے هیخ خہ خبره نشته، چه کومه خبره کبیری د تولو په مشاورت باندے کبیری۔ تاسو د گیس رائلٹی ته او گورئ، تاسو توبیکوسس ته او گورئ چه په قوم قوم خائے کبنے رائلٹی ده، قوم قوم خائے کبنے پیداوار دے، زه خودا وئیلے شم چه زمونږ وزیراعلیٰ صاحب هغه علاقو ته او هغه حلقو ته د هر چا نه سیوا اهمیت ورکړے دے، لهدا زه خپلو مشرانو له دا یقین دهانی ورکومه چه کومه خبره هم د حکومت د طرف نه کبیری، دا به د تولو مشرانو، د ملگرو په مشاورت سره کبیری، لهدا دے خبرے له په دے شکل باندے دومره هوا ورکول نه دی پکار چه خدائے مه کړه د یوے ضلعے د خلقو یا د بلے ضلعے د خلقو د هغه نه د دشمنی طرف ته لاره شی یا دومره اختلاف طرف ته لاره شی چه بیا خبره راغونډول گران شی، نو بهر حال زه یقین دهانی ورکوم چه انشاء اللہ چه کومه خبره کبیری، دا به د تولو په مشاورت باندے کبیری۔ مهربانی۔

### قومی مالیاتی کمیشن 2009 بمعہ وضاحتی یادداشت پر بحث

Mr. Speaker: Item No. 9: Discussion on the Summary of Recommendation and Explanatory Memorandum of National Finance Commission, 2009.

جناب جعفر شاہ: جناب سپیکر، میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر تھا۔

جناب سپیکر: ابھی تھوڑی سی اس پر کوئی بات کرنا چاہتا ہے۔

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: جناب سپیکر، آج ایجنڈا کافی Lengthy ہے تو کل جو عبدالاکبر خان کی بحث تھی، میرے خیال میں اگر آج ہم اس کو وائٹڈاپ کر لیں اور پھر اس کو جمعے پر یا Alternate day پر لے لیں۔

جناب عبدالاکبر خان: ہاں، میرے خیال میں یہ ٹھیک رہے گا کہ جو Unfinished business کل کی رہ چکی ہے، پہلے اس کو، مطلب اس پر درانی صاحب سمیچ کر کے، پھر اس کو وائٹڈاپ کر کے ختم کر لیں اور پھر جو کوسچن پر، ڈسکشن کیلئے، بنک آف خیبر کیلئے جو ہوا تھا، اس کو اگر لیں۔



Mr. Speaker: Okay, this is kept pending.

Mr. Abdul Akbar Khan: Yes, Sir; thank you.

جناب سپیکر: جی جعفر شاہ صاحب۔

جناب جعفر شاہ: شکریہ، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: دے پسے جی۔

جناب جعفر شاہ: تھینک یو۔ جناب سپیکر، ایک اہم مسئلے کی طرف میں ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب، آج ملک میں جاری خانہ شماری کی یہ آخری تاریخ ہے، 19 اور۔۔۔۔۔

آوازیں بڑھ گئی ہے، بڑھ گئی ہے۔

جناب جعفر شاہ: بڑھ گئی ہے؟ اگر بڑھی نہیں ہے تو یہی میں نے بات کروانی تھی کہ اس میں توسیع دی

جائے کیونکہ کافی پچاس فیصد سے زیادہ ابھی Settled area میں اور پچیس فیصد فانا میں۔۔۔۔۔

جناب منور خان ایڈوکیٹ: آپ کا مسئلہ حل ہو گیا ہے؟

جناب جعفر شاہ: ہو گیا ہے، تھینک یو۔

جناب سپیکر: Extension، د خانہ شماری Date ختم شوے دے؟

جناب جعفر شاہ: او دوئی وائی چہ Extension ئے ور کرے دے، I don't Know۔

جناب سپیکر: آج Extension مل گئی ہے۔

جناب محمد جاوید عباسی: Extend کر دی گئی لیکن حکومت کو نہیں پتہ جناب، (تہقہ)

سب کو پتہ ہے لیکن حکومت کو نہیں پتہ۔

جناب سپیکر: تو Extension کس نے دی ہے؟

(تہقہ)

جناب محمد جاوید عباسی: یہی بڑی عجیب بات ہے کہ وہ ہماری طرف دیکھ رہے ہیں، Extension ہوئی ہے یا

نہیں؟

(تہقہ)

جناب سپیکر: جناب رحیم داد خان صاحب! یہ جو جعفر شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کو۔۔۔۔۔

جناب رحیم داد خان { سینیئر وزیر (منصوبہ بندی) } : میں تو نہیں سن سکا ہوں، اس سے ریکوریسٹ کرتا ہوں

کہ وہ دوبارہ (تہقہ) کیونکہ ہم کرک کے مسئلے میں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میاں نثار گل صاحب، میاں نثار گل صاحب، یہ بہت Important business ہو رہی ہے۔ سارے ہاؤس میں دو تین وزیر صاحبان بیٹھے ہیں، آپ ان کو Busy کیوں رکھتے ہیں؟ ان کے ذہن پر کرک ہی سوار ہے، آپ نے اتنی تیزی دکھادی، کس وزیر صاحب کو پتہ ہے کہ یہ Extension ہوئی ہے کہ نہیں ہوئی؟ جی ریونیو منسٹر، آئریبل منسٹر، ریونیو۔

مخدوم زادہ سید مرید کاظم شاہ (وزیر مال): سر، یہ خبروں میں آیا ہے کہ انہوں نے، محکمہ نے خود جو چھ دن کی، پانچ چھ تار تک Extend کر دی ہے جی۔  
جناب جاوید محمد عمامی: یہ جناب کس کی خبریں پڑھ رہا تھا؟  
(شور)

جناب سپیکر: چلیں تھینک یو۔ غلام قادر، غلام قادر خان صاحب۔

جناب غلام قادر خان نیٹھی: جناب سپیکر۔

جارجی قلندر خان لودھی: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: ان کے بعد، ان کے بعد، ان کے بعد۔ غلام قادر خان صاحب۔

جناب غلام قادر خان نیٹھی: سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی، جی۔ بس بیٹھ جائیں، بیٹھ جائیں جی۔ جی، غلام قادر خان صاحب۔

جناب غلام قادر خان نیٹھی: سپیکر صاحب، مونر۔ تہ یوہ خاص مسئلہ پہ تانک کبے

راپینہ دہ، د لسو پینٹلسو ورخو نہ۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب غلام قادر خان نیٹھی: د دیہاتو نہ خلق راشی تانک تہ، تانک تہ بیا نہ وی

رار سیدلی چہ ہغلتنہ دوی کرفیو لگولی وی، دی آئی خان روڈ بند وی، تانک او

پیزو روڈ بند وی، جندولہ روڈ بندوی، لہذا دا کرفیو د ختمہ شی یا کہ لگوی

تے، خہ یو مخصوص تائم د ورکری۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بنہ جی۔

جناب غلام قادر خان نیٹھی: دویمہ د تانک او دی آئی خان روڈ مونر بانڈے ما بنام نہ

بند شی، زمونرہ کاروبار یا ہسپتال چہ کوم دے، دا دی آئی خان سرہ دے، دا د

ماہنامہ نہ بند وی، دا د تقریباً گیارہ بارہ بجے پورے، د شپے ٹائم د ورتہ ورکری۔

جناب سپیکر: جی، جناب امجد آفریدی صاحب! آپ جنوبی اضلاع سے تعلق رکھتے ہیں، جواب آپ دے دیں۔

(تالیاں)

جناب امجد خان آفریدی (وزیر ہاؤسنگ): جی یہ سوال ویسے میرے ڈیپارٹمنٹ کا نہیں، نہ میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق ہے لیکن کرفیو لگا دیتے ہیں، جی وہاں۔  
جناب سپیکر: یہ جنوبی اضلاع کے ساتھ اس کا تعلق۔۔۔۔۔  
وزیر ہاؤسنگ: کرفیو لگا دیتے ہیں جی، کرفیو۔

Mr. Speaker: Ji, Janab Rahim Dad Khan Sahib, Senior Minister for Planning and Development.

سینیئر وزیر (منصوبہ بندی): جناب سپیکر، زمونر چہ کوم حالات دی، تاسو تہ نہ بلکہ تہولو تہ معلوم دی او بیا چہ دوی د کوم روڈ خبرہ کوی، تانک نو دغہ فاتا تہ عی او پہ ہغہ خائے باندے آرمی ہم عی او بیا داسے وخت خہ ایمرجنسی شی نو ہغوی Need basis باندے چہ کوم دے، دا کارروائی کوی نو مونر لہ پکار دی چہ مونر کوآپریشن او کرو، آرمی سرہ کوآپریشن او کرو او زمونر دا کوم مشکلات دی، تکلیفات دی، ہغہ رکاولو د پارہ چہ کوم دے او دا عارضی خبرے دی، کہ مونر کوآپریشن او کرو، تہول یو شو نو دا حالات بہ تہیک شی او چہ بغیر کوآپریشن نہ چہ کوم دے دا یواخے آرمی او داسے دا فورسز چہ کوم دی، دا سرتہ نہ شی رسولے نوزہ ممبر صاحب تہ ریکویسٹ کوم چہ داخہ مودہ پہ ڈیرو کبے دا موبائل فون چہ کوم وو، ہم بند وو، ہم دغے حالات تو پہ وجہ باندے، اوس ہغلتنہ کبے حالات تہیک شو نو ہغے تہ ئے آزادی ورکپہ نو دغہ شان وخت چہ تیریری نو دا حالات بہ کنٹرول کیبری۔ دغہ شان زمونر د ملاکنڈ روڈ چہ کوم وو، دا بہ ہم کرفیو پرے وہ او د تخت بھائی نہ داخلہ Onward خومرہ خایونہ چہ کوم وو او پہ ہغے باندے خلقو تہ نقصانات، مشکلات وو خو خلقو کوآپریشن کولو، ہغے کوآپریشن پہ وجہ باندے دا خومرہ زمونر فورسز چہ

کوم دی، حکومت کامیابی حاصلہ کرہ۔ زہ دوئی تہ ریکویسٹ کوم چہ پہ دے دغہ باندے دا وخت داسے دے چہ مونزہ دے فورسز سرہ کو آپریشن کوؤ۔

جناب سپیکر: جی قلندر خان لودھی صاحب۔

جارجی قلندر خان لودھی: جناب سپیکر صاحب، فنانس منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں، تو اس طرح تھا کہ گزشتہ بارہ تاریخ کو تحریک صوبہ ہزارہ کے شداء کی عقیدت کیلئے ایک Day رکھا ہوا تھا، پچھلے سال اپریل کی بارہ تاریخ کو شہید ہوئے تھے تو اس دوران ہی یہ ایوب ٹیچنگ ہسپتال والوں نے کہا، یہ پانچ سولڑ کے تھے، انہوں نے ہمیں بلایا تھا، سب ایم پی ایز کو، By chance میرے دوسرے بھائی نہیں تھے، میں وہاں گیا تو ان کو لوگوں نے کچھ اکسایا ہوا تھا، وہ گڑ بڑ کچھ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بن رہا تھا، تو اس دوران چونکہ ہماری پہلی تحریک میں بھی تھوڑا سا کوئی مسئلہ بن گیا کہ اس میں دو گروپ علیحدہ علیحدہ اپنے اجلاس کر رہے تھے، جلسے جلوس کر رہے تھے تو اس پر بڑے Worried تھے چیف منسٹر صاحب کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی جھگڑا ہو، پچھلے سال کا وہ دہرایا جائے، تو اس میں انہوں نے جی مصالحتی کمیٹی بنائی ہماری اور ہم نے ایک جگہ جلسہ کیا جس پر چیف منسٹر صاحب بڑے خوش ہوئے لیکن اس کے ساتھ میں سات تاریخ کو ان کے علم میں یہ بات لایا کہ بارہ تاریخ کو پھر کوئی گڑ بڑ ہوگی، یہ پانچ سو بچوں کا جو مسئلہ ہے، جاوید عباسی صاحب نے بھی جو نوٹس لایا تو اس پر چیف منسٹر صاحب نے ایکشن لیا اور اس پر انہوں نے سیکرٹری ہیلتھ کو لکھا کہ ابھی اس کو At the earliest Put up کریں اور ان کیلئے اس سے گرانٹ مانگیئے۔ چیف ایگزیکٹو نے چھٹی لکھی ہے کہ مجھے اڑھتیس ہزار روپے Per month، اڑھتیس لاکھ روپے Per month چاہیئے اور میں نے مارچ کی بھی تنخواہ نہیں دی اور اس سے آگے بھی، تو ان بچوں کو ہم نے جی تسلی دی کہ آپ بارہ تاریخ کو کوئی ایسا اقدام نہ کریں جس سے کوئی ایسا مسئلہ لاء اینڈ آرڈر کا پیدا ہو تو اس تسلی کے ساتھ وہ بچارے آرام سے ہمارے جلسے میں شریک ہوئے اور بارہ دن گزر گئے۔ یہ سات تاریخ کی بات ہے، چیف منسٹر نے ہیلتھ سیکرٹری کو لکھا تھا اور اس نے میرے خیال میں شاید فنانس میں خواہ مخواہ بھیجا ہوا ہوگا، فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، اگر ان کے علم میں ہے تو بتادیں کو وہ گرانٹ ہمیں دے رہے ہیں؟ چونکہ وہ نہیں دینگے تو بچوں کو اس کے بعد ریگولر کرنے کا دوسرا مسئلہ ہے لیکن ابھی تو ان کو تنخواہ ہی نہیں ملی تو ان کے چولے کیسے جلیں گے جی؟

Mr. Speaker: Honourable Minister Finance, Please.

جناب محمد ہمایون خان (وزیر خزانہ): جناب سپیکر صاحب، دا قلندر لودھی صاحب چہ کومہ خبرہ او کرہ نو ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ تہ ڈائریکٹویوز ملاؤ شوی دی، داسے دغہ دے چہ مونبر۔ تہ اول Intimation دیکنبے وونہ، زہ بہ ئے چیک کرم جی، قلندر لودھی صاحب تہ بہ زہ د ہغے واپسی جواب ور کرم چہ آیا فنانس تہ، بلکہ یہ میرا خیال ہے، یہ مسئلہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا ہے، زہ بہ جی دا او گورم چہ مونبر تہ، فنانس تہ دے دغہ راغلی دے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ رالیہ لے دے کہ نہ؟ د ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ دغہ دے، زہ بہ قلندر لودھی صاحب۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: چہ راغلی وی نو کوشش او کروی چہ فوری ورتہ دامستلہ حل کروی۔۔۔۔۔  
وزیر خزانہ: ہغہ بہ او گورو جی، کیس بہ حل شی جی۔

جناب سپیکر: مسئلہ حل کریں۔ ابھی عبدالاکبر خان دو چیزیں ڈسکشن کیلئے ہیں، ایک ہے آپ کی جو خیبر بینک والی اور دوسری ایچ ای سی والی، کونسی فرسٹ لے لیں؟

جناب عبدالاکبر خان: سر میرے خیال میں چونکہ ایچ ای سی Continue تھا کل سے تو میرے خیال میں آج اس کو ختم کریں تاکہ پھر اس کے بعد خیبر بینک کو شروع کریں۔

جناب سپیکر: تو پھر اس کے بعد؟

جناب عبدالاکبر خان: خیبر بینک کو کر لیں۔

جناب سپیکر: Okay، ایچ ای سی پر کون پہلے؟ جی اسرار اللہ خان۔

### تحریک التواء نمبر 263 پر بحث

جناب اسرار اللہ خان گنڈاپور: تھینک یو، سر۔ سر میں مشکور ہوں اور کوشش یہی کرونگا کہ اختصار سے کام لوں۔ سر میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ادارے ہوتے ہیں، یہ ایک Process سے ہو کر گزرتے ہیں اور ہونا پھر سر یہ چاہیے کہ ہم میں ایک Political maturity آنی چاہیے اور جب ادارے پر انگلی اٹھے تو ہم کو Unanimous ایک سینڈ لینا چاہیے۔ آج سر، میں دیکھ رہا ہوں کہ کل جو ہمارے مفتی صاحب، ہمارے لئے قابل احترام ہیں، عبدالاکبر خان جو مسئلہ لیکر آئے تھے، یقیناً ان کی ذات کا یا حلقے کا نہیں تھا بلکہ اس صوبے کا ایک ایشو تھا، پراونشل اتانومی کے حوالے سے تھا اور اس حوالے سے تھا کہ آئین کی بالادستی ہو لیکن سر ہم یہاں سے ایک Mix message دے رہے ہیں، ایک ایسا پیغام دے رہے ہیں جو میں

سمجھتا ہوں کہ ایک ادارے کی مضبوطی کیلئے ٹھیک نہیں ہے۔ ایک تو سر، مجھ سے پہلے ہمارے انور خان دوست نے بات کی اور انہوں نے بالکل ٹھیک کہا کہ وہ پارٹیاں جو کہ اٹھارہویں ترمیم کا حصہ رہی ہیں، آج وہ کیوں اس قسم کے پیغامات دے رہی ہیں کہ یہ جو چیزیں ہیں، ان کو دوبارہ ہونا چاہیے اور ایک پنڈورا باکس کھلنا چاہیے اور پھر اس پر ایک اور ترمیم آنی چاہیے؟ سر، آپ دیکھیں امریکہ کا سرکانسٹی ٹیوشن ہے غالباً دو سو سال پرانا ہے، ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان میں جو آئین ہے، وہ تقریباً کوئی ساٹھ سال پرانا ہے، امریکہ کا جو آئین ہے، جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، اس میں آخری ترمیم جو آئی تھی، وہ جارج واشنگٹن کے ٹائم پر آئی تھی، جب انہوں نے ایک امینڈمنٹ Propose کی تھی کہ جو پریزیڈنٹ ہو گا وہ تیسری بار الیکٹ نہیں ہو سکے گا اور مل ملا کے کوئی چھبیس اس میں امینڈمنٹس ہیں۔ آج سر آئین ہم نے بنایا ہے 1973 میں، دو بار اس میں مارشل لاء آچکا ہے اور جب اٹھارہویں ترمیم ایک متفقہ ڈاکومنٹ کی شکل میں آئی تو سر اس کے بعد ایک انیسویں آگئی جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ نے دل بڑا کر کے کی تھی تاکہ عدلیہ کے ساتھ جو ٹکراؤ کی کیفیت تھی وہ نہ ہو۔ ایک طرف سر دو سو سالہ پرانی ایک تاریخ ہے، اس میں چھبیس امینڈمنٹس آتی ہیں۔ ہمارا کوئی تیس سال یا پندرہ سینتیس سال کا جو آئینی سٹرکچر ہے اور جس میں مارشل لاء زبھی آچکے ہیں، انیسویں ترمیم تک تو ہم پہنچ چکے ہیں اور پھر یہ بازگشت ہے کہ نہیں اس میں مزید لائی جائیں۔ میں تو سر، یہ سمجھتا ہوں کہ آئین جو ہے، آپ کے Basic Parameters بناتے ہیں، اس کے نیچے آپ کا قانون بنتا ہے اور اس قانون کے نیچے پھر قواعد بنتے ہیں۔ اس انداز میں اگر ہم آئین میں تیزی سے، اور یہ ہے کہ ہم ایک اپنا Image یہ بنا رہے ہیں کہ میڈیا پر Persons بیٹھے ہونگے، Anchor Persons ہونگے، وہ آئیٹنگے اور وہ سوالات کریں گے اور سیاسی پارٹیوں کو پھر Defensive پر کر کے اور اپنی مرضی کی Statement لیکر اور پھر اس کو Highlight کیا جائے گا اور پھر اس پر شور مچے گا کہ یہ تو جو منتخب اسمبلیاں ہیں، یہ کوئی اس قسم کا رول ادا کر رہی ہیں جو کہ ان کو نہیں کرنا چاہیے، تو سر میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو پریکٹس ہے اور یہ Populism جو ہے، ہماری سیاست میں میرے خیال میں، تو ہمیں اور جو پارٹیاں ہیں ان کو ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اگر ہم تشیر میں اس حد تک آگے چلے جائیں کہ ہماری Basic conventions ہی نہیں رہے اور ہمارا یہ خیال ہو کہ بس جس طریقے سے ایک شور و غل برپا ہوا ہے، اس کا ہم ساتھ دیں، یہی سیاست ہے تو میں تو سر سمجھتا ہوں، مجھے سرد کھ اس وقت ہوا کہ جو احسن اقبال صاحب ہیں، ایک سینئر بندے ہیں اور میں سر سمجھتا ہوں، ایک تو یہ ہے کہ آپ کی پارٹی کی لیڈر

شپ ہوتی ہے جو کہ اس قسم کے امور سے واقف نہ ہو، وہ اگر کوئی بیان دے دے، چلو پھر بھی ایک بات ہے لیکن ایک سینئر بندہ اور وہ کہتا ہے کہ نہیں اتنا ہی سی جو ہے، یہ تو اگر آپ سے کچھ غلطی ہوئی ہے تو آپ اس کو Rectify کریں اور اس میں یہ مشکلات ہیں، سریہ تو اس وقت دیکھنا چاہیے تھا جب آپ آئین ترمیم پاس کر رہے تھے۔ ساتھ ہی سر، میں توجہ چاہوں گا ان کی، آئین میں سر آرٹیکل 25(A) In corporate کیا گیا ہے، اس میں جو Basic education آپ کی رکھی گئی ہے جو کہ سٹیٹ کی Responsibility بنتی ہے، وہ Year five سے لیکر Year sixteen تک جو آپ کی Gap ہے اس کو Cover کرتے ہیں، میرے خیال میں وہ دسویں تک ہے، وہ آپ کا Basic right گردانا گیا ہے۔ اس کے بعد جو تعلیم ہے سر، وہ آپ کا Basic right نہیں ہے، وہ Depend کرے گی ہر ایک سٹیٹ کی یا جو پرائونٹس ہے، اس کی Capability پر اور ان چیزوں کو پھر اکٹھا کرنا کہ وہ جو بچہ ہے، اس کو تعلیم، سر وہ آئین اس کی گارنٹی دیتا ہے۔ جب وہ پانچ سال کا ہو جائے اور تعلیم حاصل کرنے لگ جائے اور سولہ سال تک اگر فیل نہ ہو تو میرے خیال میں دسویں تک بنتا ہے، وہ سر آپ کی Guaranteed ہے، اس کے بعد پھر صوبے کے جو اپنے وسائل ہیں، اس پر Depend کرے گا تو میں تو سریہ سمجھتا ہوں اور میری یہ درخواست ہوگی کیونکہ اس کے بعد نون کے بھی ہمارے دوست بولیں گے تو مہربانی کر کے آج چونکہ منسٹر صاحب شاید اس کو Conclude بھی کریں، اتنا ہی سی پر ہمیں اس قسم کا پیغام بالکل باہر نہیں دینا چاہیے کہ ہم اپنے اقدامات میں، یا ہمارے اپنے قدموں میں لرزش ہے اور ہم ایک اس قسم کا پیغام دیں کہ نہیں پارٹیاں جو بیٹھی ہوئی ہیں، ہمیں یہ پیغام دینا چاہیے کہ آئین نے Basic parameters سیٹ کر دیئے، یہ قانون کے نیچے جو بھی ہو گا قانون کے نیچے ہو گا اور آئین سے انشاء اللہ ہم باہر نہیں جائیں گے اور قانون پر عمل درآمد پھر کروائینگے۔ تھینک یوسر۔

جناب سپیکر: تھینک یو، جی۔ جاوید عباسی صاحب۔ دو، دو منٹ لے لیں اور ستار خان بھی بہت جلال میں بیٹھے ہیں۔

جناب محمد جاوید عباسی: Thank you very much۔ جناب سپیکر، یہ بہت اہم ایشو تھا اور ہم عبدالاکبر خان کے مشکور ہیں کہ اس نے اسمبلی میں لایا ہے۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ یہ جو 18<sup>th</sup> amendment کیلئے جناب سپیکر جو کمیٹی بنائی گئی تھی اور یہ 1973 کا کانسٹی ٹیوشن جب لکھا جا رہا تو اس کے بعد یہ بہت بڑا کارنامہ ہوا تھا جناب، اور یہ کسی ایک سیاسی جماعت کے حصے میں نہیں جاتا بلکہ ان تمام

جمہوری اقدار کی پاسداری کرنے والی تمام سیاسی جماعتیں جو اس کا حصہ بنی ہوئی تھیں، انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ یہ ڈاکومنٹ تیار کیا تھا اور یہ اینڈ منٹ لائی تھی اور یہ اینڈ منٹ ضروری بھی تھی کہ یہ بہت سی پاورز، Presidential powers بھی پرائم منسٹر کی جانب ٹرانسفر ہونی تھیں اور جمہوریت بحال کرنے کیلئے اور جمہوریت کو مضبوط کرنے کیلئے اینڈ منٹ ضروری تھی اور وہاں بہت سے اور اچھے اقدام ہوئے۔ جہاں ججز کی اپوائنٹمنٹ کے بارے میں کہا گیا، میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں Devolution اب ضروری ہے اور یہ ہمارا پہلا قدم ہے Devolution کی طرف، یقیناً جب بھی ادارے Devolve ہونگے اور Devolution لائی جائے گی، کچھ پر اہم ضرور شروع میں سامنے آئیں گئے لیکن اس ڈر سے اگر یہ کام ہم شروع نہ کریں کہ یہ آئندہ آنے والے ہم کر نہیں سکیں گے، ایجوکیشن کا معاملہ، سب نے اگر متفقہ طور پر اس پر سوچا تھا، ہاں سوچ میں غلطی بھی ہو سکتی ہے، بعض دفعہ اس میں ترمیم تک بھی لائی جاتی ہے کہ دیکھا جاتا ہے کہ حالات ایسے ہیں، حالات ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ نہیں؟ اب اس چیز میں اینڈ منٹ کی ضرورت ہے تو ہمارے ہاں چونکہ Written Constitution ہے اور یہ پارلیمان کا اختیار ہے، پارلیمنٹ کے اندر بیٹھنے والے لوگوں کو یہ اختیار دیا گیا کہ جب بھی وہ مناسب سمجھیں وہ اینڈ منٹ لاسکتے ہیں، یہ اسی کانسٹی ٹیویشن میں جس کانسٹی ٹیویشن کے نیچے بیٹھ کر وہ اپنا کام کرتے ہیں، اسی کانسٹی ٹیویشن میں یہ فریم ورک دیا گیا ہے کہ آپ لاسکتے ہیں لیکن میں جناب سپیکر، یہ سمجھتا ہوں کہ جو لابی تیار کی گئی ہے، جو ایچ ای سی کے ساتھ ایک بہت بڑی ایچ Create کر دی گئی ہے، پورے پاکستان کے اندر یہ کس طور پر بھی مناسب نہیں تھا، یہ اداروں نے Devolve ہونا تھا یہ ایجوکیشن بہتر تب ہی ہوگی کہ جب یہ پوری طرح کے اختیارات صوبے کے اندر آئیں گے، پہلے بھی ایڈمنسٹریٹو کنٹرول یونیورسٹیز کا ہمیشہ صوبے کے پاس تھا، وائس چانسلر کی اپوائنٹمنٹ، چند ایک اقدام جو کبھی یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کے پاس ہوا کرتے تھے، اس کے بعد اگر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے پی ایچ ڈیز زیادہ کروائے ہیں تو اس میں اب شاید ہمیں نہیں پتہ کہ Modalities کیا ہیں؟ ہمیں ساری اس ڈیٹیل کا نہیں پتہ ان پی ایچ ڈیز کا لیکن یہاں منسٹر صاحب نے اس دن کھڑے ہو کر کہا کہ جو لوگ پی ایچ ڈیز کیلئے گئے ہوئے ہیں جناب سپیکر، انکی گرانٹ نہیں روکی جائے گی، وہ اپنی وہ مکمل کریں گے۔ اگر جناب سپیکر، صوبے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اب تیاری میں ہیں اور تیار ہیں اور یہ ادارہ Devolve ہو جائے اور پوری تیاری کے ساتھ اس کو سنبھال سکتے ہیں تو ہم اس کی پرزور حمایت کرتے ہیں کہ یہ ایک دن ضرور آتا ہے اور اس کو ہونا ہے اور اگر آپ کی



اٹھارہویں ترمیم میں اس طرح چیزیں چھوڑ دی گئی ہیں کہ ایک چیز کو کہا گیا کہ یہ Implement ہو جائے اور ایک چیز نہ Implement ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر اسکی ساری محنت کہیں ضائع ہو جائے۔ ہاں، ہاں آج حکومت سے میں یہ پوچھنا ضرور سمجھوں گا کہ انہوں نے کہا کہ یہاں وائس چانسلرز نے بھی، اس صوبے کے وائس چانسلرز بھی بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے بھی ایک موومنٹ چلائی ہے، وہ بھی پریس کانفرنس میں گئے، حکومت کو چاہیے تھا کہ پہلے وائس چانسلرز کو ساتھ بٹھاتے ہوئے، ان یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز ان کے ساتھ بیٹھتے، ان سے بھی ہم In put لیتے کہ جو کام ہم کرنے جارہے ہیں تو یہاں لگتا ہے کہ حکومت کی پالیسی اور ہے، وائس چانسلرز، میں صرف اس صوبے کی بات کرتا ہوں، کی پالیسی اور ہے اور جو مقننہ تھی، جنہوں نے یہ معاملہ فیڈرل میں بیٹھ کر پارلیمنٹ میں بیٹھ کر جو متفقہ فیصلہ کیا تھا، وہ اور ہے۔ اگر صوبہ سندھ کا جس طرح میاں افتخار صاحب کی باتیں اس دن ہوئی تھیں کہ ہم اس کیلئے تیار ہیں، انفراسٹرکچر ہمارا بالکل پوری طرح تیار ہے، ہم اس کو لے سکتے ہیں اور ہم اس ایجوکیشن کو اور بہتر بنائینگے تو پھر ہماری پر زور حمایت اس کے ساتھ ہے، جو بات عبدالاکبر صاحب نے کی ہے لیکن مہربانی کر کے یہ ہمیں سیاسی بات میں نہیں لے جانا ہے، یہ بہت اہم معاملہ ہے، یہ ہمارے بچوں کے مستقبل کا معاملہ ہے، یہ یونیورسٹی کے مستقبل کا معاملہ ہے، یہ معاملہ یہاں آج یہ اسمبلی بھی ڈسکس کرے، اس کو اس Broader prospective میں جناب سپیکر لینا چاہیے کہ کوئی جذباتی بات ہم کر کے آنے والے اپنے بچوں کا مستقبل تاریک نہ کر دیں لیکن اگر مقننہ بھی سمجھتی ہے کہ یہ ٹھیک ہے اور حکومت سمجھتی ہے کہ ہم اس معاملہ کو سنبھالیں گے تو اس کی پر زور حمایت کریں گے کہ یہاں سے ایک Collective message جانا چاہیے۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ ستار خان، ستار خان صاحب، ستار خان۔

جناب عبدالستار خان: شکریہ جناب، میں اس پر آپکا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا کہ اس نازک مسئلے پر کچھ اپنے خیالات کا اظہار کروں، حالانکہ میں چاہتا تھا کہ کل اس پر بات کروں لیکن ہمارے سینیئر ممبران اسمبلی نے اس پر تفصیل سے بات کی تو ہمارے پاس میرے خیال میں ابھی وہ مواد کانسٹیٹیوشنل بھی نہیں ہے، بہر حال ایک بات جو ہم اس مسئلے میں محسوس کرتے ہیں کہ اس کے کانٹینیویشنل پہلو پر عبدالاکبر خان نے تفصیلی بات کی کہ یہ مسئلہ جو تھا، پہلے فیڈرل لیجسلیٹیو لسٹ سے اٹھا کر ابھی یہ صوبے کی لسٹ میں آکر یہ سبجیکٹ ہے، اس پر ہم قانون سازی کر سکتے ہیں۔ اس حوالے سے جناب سپیکر، ایک بل

بھی کل ٹیبل ہوا ہے، جناب سپیکر میں آپ کی توجہ چاہوں گا، ہم آئینی ماہر تو نہیں ہیں، اس بات پر ہم نہیں جائیں گے لیکن جو بات کل رات کو تقریباً ایک بجے کے ٹائم پر میں نے ٹی وی پر نوٹ کی ہے، ہمارے اس آئینی کمیٹی کے خالق ممبران جو اس آئینی کمیٹی کو Represent کر رہے تھے، انہوں نے ایک ٹیکنیکل بات اٹھائی اور وہ میرے ذہن میں آئی، میں آپ سے مطلب وہ شیئر کرنا چاہتا ہوں۔ جناب ایس ایم ظفر صاحب نے اس پر بڑی ایک بات کی ہے، اس نے کہا کہ ہم نے اس سبجیکٹ کو آج بھی اس آئینی کمیٹی میں فیڈرل لیجسلیٹیو لسٹ میں شامل کیا ہے، اب جو بھی صوبہ اس پر قانون سازی کرے گا، وہ آئین کی خلاف ورزی ہوگی، یہ بہت بڑی بات ہے سر، تو جس طرح عبدالاکبر خان صاحب نے کل ہمیں تفصیل سے بتایا ہے کہ پہلے یہ جو کنکریٹ لسٹ تھی، اس میں قانون سازی اگر مرکز بھی کر لے، اس پر قانون سازی صوبہ بھی کر لے تو مرکز کا قانون جو ہوگا، مرکز کا بنایا ہوا قانون لاگو ہوگا، اس کی بالادستی ہوگی۔ اب انہوں نے کہا تھا کہ اس میں جو اس کمیٹی نے ترامیم کی ہیں، اس کے بعد صوبے کو یہ حق حاصل ہے کہ ہم اس میں قانون سازی کر سکتے ہیں اور ہم نے کل ایک بل بھی Introduce کیا ہے اس ہاؤس کے اندر، تو یہ ایک بہت بنیادی بات جو ہمیں سمجھ آرہی ہے کہ یہ کنفیوژن ہے، اگر ہم نے قانون سازی کیلئے جو بل ٹیبل کیا ہے، اگر یہ فیڈرل لیجسلیٹیو لسٹ ہے تو بالکل قانون اور آئین کے خلاف جارہے ہیں۔ اگر یہ صوبائی سبجیکٹ ہے جس پر ہم قانون سازی کر رہے ہیں، ہم بحث کر رہے ہیں تو پھر تو Well and good، ہم اس بات کے بھی قائل ہیں کہ پراونشل اتانومی ہونی چاہیے، ہمارے صوبے کے پاس اختیارات ہونے چاہیے، ہم اس پر بحث کر کے قانون سازی کریں لیکن اگر ہم، صوبے کا قانون ساز ادارہ، اس طرح آئینی بات پر مرکزی قانون ساز ادارے کے ساتھ تصادم کی کوئی بات پیدا کریں گے تو یہ بہت بڑا سوال اٹھے گا اس سے اور اس سے یقیناً ہمارے اس ادارے کو نقصان بھی ہوگا، میں اس پر نہیں جاتا کہ اس کے Merits بھی ہونگے، Demerits بھی ہونگے اور یقیناً مختلف ہمارے اداروں کے وائس چانسلرز کی طرف سے، جو پڑھے لکھے ہیں، جو بہت Mature طبقہ ہے ہمارے ملک کا اور ہماری پیشاور یونیورسٹی کے طلباء کی طرف سے احتجاج کی بات بھی آئی ہے، اس مسئلے کو ایسے سرسری انداز میں ہمیں لینا چاہیے، بے شک ہم اس حق میں ہیں کہ یہ صوبے میں جتنی بھی یونیورسٹیز ہیں، ان کے اختیارات ہمارے پاس ہوں، ہم اس پر قانون سازی کریں، ہم اس پر Implementation بھی کریں لیکن اگر اس بات کو کل یا جو ایس ایم ظفر صاحب نے بات کی ہے اور کافی ماہرین نے اس پر بات کی ہے، اگر ہم اس مسئلے کو سیریس نہیں لینگے اور سرسری ہم آگے لے جائینگے

اس بات کو، تو میرے خیال میں ہم اس ادارے کا نقصان کر رہے ہیں، لہذا میری گزارش ہے کہ اس پر ایک کمیٹی بنے۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

جناب عبدالستار خان: اور کمیٹی اس پر تفصیل سے غور و حوض کرے، اس کے بعد پھر بات کو سامنے لایا جائے۔ تھینک یو، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ جی سلیم خان صاحب، سلیم خان صاحب۔

جناب سلیم خان (وزیر بہبود آبادی): شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ محترم عبدالاکبر صاحب نے ایچ ای سی کے اوپر بولنے کیلئے کل کافی ڈیٹیل سے ہاؤس میں بریفنگ دی جناب سپیکر صاحب، میرے خیال میں جو اٹھارہویں اور انیسویں اینڈ منٹ آئی ہے اس ملک میں، سب سے پہلے میں اپنے قائدین کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے مل بیٹھ کر 1973 کا جو آئین تھا، اس کو اپنی اصلی شکل میں بحال کیا اور اس میں جو ضروری اینڈ منٹس کرنی تھیں، اینڈ منٹس باہمی مشاورت کے ساتھ تمام پارٹیز کو لے کر کی گئیں۔ اس میں تمام ہمارے جتنے بھی سیاسی قائدین ہیں، ان سے باقاعدہ مشاورت کی گئی اور اس کے بعد جو 18th amendment پیش اور پاس ہوئی اور اس میں سب سے بڑی بات جو ہے، وہ صوبائی خود مختاری تھی جس کیلئے ہم نے اور ہمارے خاص کر جو چھوٹے صوبے ہیں، ان کی بڑی ڈیمانڈ تھی کہ ان کو صوبائی خود مختاری دی جائے اور الحمد للہ شکر ہے کہ آج صوبوں کو بااختیار بنایا گیا، جو کنکرنٹ لسٹ ہے، اس میں جو جھگڑے تھے جو کہ وفاق کے پاس تھے، آج وہ کنکرنٹ لسٹ ختم ہو گئی اور وہ جھگڑے صوبوں کے پاس آچکے ہیں۔ اس میں ایچ ای سی بھی شامل ہے، ہائر ایجوکیشن کمیشن، جس کیلئے میرے خیال میں صوبائی لیول پر بہتر طریقے سے قانون سازی ہونی چاہیے اور کوئی صوبہ یہ نہیں چاہتا کہ اس کے ادارے، خاص کر تعلیمی ادارے کمزور ہوں اور ان کے اوپر کوئی مسئلہ بنے۔ یونیورسٹیز کے حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ یونیورسٹیز کا ایک بہت بڑا پھارول ہے ہمارے ملک کی ڈیولپمنٹ میں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے جتنے بھی اعلیٰ تعلیمی ادارے ہیں، وہ مزید Strengthen ہوں اور اس میں مزید بہتری آجائے اور خاص کر ہمارے صوبے کے اندر جو وائس چانسلرز کی کانفرنس کی گئی، محترم چیئرمین صاحب نے ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کی رائے لی، میرے خیال میں ہمارے صوبے کے اندر اتنا مسئلہ نہیں ہے جو کہ باقی صوبوں میں ہے۔ جناب سپیکر، میں ہائر ایجوکیشن کمیشن پچھلے پانچ سالوں میں جو ان کی طرف سے سکا لرشپ دیئے گئے ہیں، تھوڑا سا ایک موازنہ

آپ کو پیش کرونگا کہ پچھلے پانچ سالوں کے اندر کوئی ساڑھے آٹھ ہزار سکالرشپ دیئے گئے پنجاب کو، جو کہ بہت بڑا صوبہ ہے آبادی کے لحاظ سے، اگر آپ موازنہ کریں ہمارے صوبے کا جو کہ ایک پسماندہ صوبہ ہے، جو کہ ایک غریب صوبہ ہے تو ان پانچ سالوں کے اندر ہمارے صوبے میں صرف Eighty Five یعنی پچاسی سکالرشپ دیئے گئے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے بیرونی ملک جانے کیلئے، تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ساتھ بہت ایک ناانصافی ہو رہی تھی اور ہائر ایجوکیشن کمیشن میں اپنے من پسند لوگوں کو سکالرشپ دیئے جا رہے تھے اور جس کی وجہ سے جو چھوٹے صوبے ہیں، ان کے ساتھ ناانصافی ہو رہی تھی اور ان کے جو Talented بچے ہیں، خاص کر الحمد للہ ہمارے صوبے میں Talent کی کوئی کمی نہیں ہے اور ہمارے بچوں کو اور ہمارے جو لوگ پی ایچ ڈی کرنا چاہتے تھے کہ باہر جا کر پی ایچ ڈی کریں، اعلیٰ تعلیم حاصل کریں، ان کو محروم رکھا جاتا تھا، تو میرے خیال میں جب اس کے اوپر اپنے لیول پر، اپنے صوبے کے لیول پر قانون سازی کریں گے تو اس میں سب سے بڑا فائدہ جو ہے ہمارے صوبے کے ہمارے بچوں کیلئے ہے اور ہمارے ان سٹوڈنٹس کیلئے ہے جن کے پاس Talent ہے، جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو میرے خیال میں یہ ایک اچھا قدم ہے، اس کو پروموٹ کرنے کیلئے ہم سب نے مل کر اسکے اوپر قانون سازی کرنی چاہیے۔ Thank you very much۔

جناب سپیکر: شکریہ جی، شکریہ۔ منور خان صاحب۔ یو یو، دوہ دوہ منتہہ۔ تاسو جی، منور خان صاحب۔

جناب منور خان ایڈووکیٹ: سر، اس سلسلے میں میری رائے ہے کہ یہاں پر جن لوگوں نے تقریریں کی ہیں سر، میں ان کے Against بات کرونگا اور اس کی میرے پاس ایک اہم شخصیت ڈاکٹر عطاء الرحمان جو ایکس چیئر مین ہیں، اس ایچ ای سی کے سر، اس کو میں نے ٹی وی پر کافی ڈسکشن میں سنا ہے اور جتنے بھی وائس چانسلرز تھے، ان کی ڈسکشن بھی ہم نے سنی اور آج جتنے بھی صوبے ہیں اور وہاں کے جو سٹوڈنٹس ہیں، وہ روڈز پر ہیں اور ڈاکٹر عطاء الرحمان کی اس چیز کو سپورٹ کر رہے ہیں سر اور میرے خیال میں یہاں پر جتنے بھی حضرات بیٹھے ہیں، وہ سارے ڈاکٹر عطاء الرحمان کو جانتے ہیں کہ جس طریقے سے اس بندے نے ایچ ای سی کو پروموٹ کیا اور باہر کی جتنی بھی یونیورسٹیاں ہیں، ان کی وجہ سے پاکستان کی جتنی بھی یونیورسٹیاں ہیں، اسی ایچ ای سی کی وجہ سے اور اس ڈاکٹر عطاء الرحمان کی وجہ سے ہماری ڈگریاں Recognize ہو گئی ہیں۔ سر، اگر خدا نخواستہ آج یہ ہم صوبوں کو دے دیں تو یہی خدشہ ہے، یہی خطرہ

ہے کہ جتنی بھی ہماری یونیورسٹیوں کی ڈگریاں ہیں، وہ باہر کی یونیورسٹیاں Recognize نہیں کریں گی۔ سر، سب سے بڑا Objection اس پر یہی ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہاں پر Monopoly بنائی ہوئی ہے اور بڑی بڑی تنخواہیں لے رہے ہیں سر، لیکن میں پھر بھی ڈاکٹر عطاء الرحمن کو Quote کر رہا ہوں کہ اسی ڈاکٹر عطاء الرحمن نے اوپن میڈیا پر یہی کہا تھا کہ میں واحد بندہ ہوں کہ میں تنخواہ نہیں لے رہا ہوں اور اس نے ابھی تک کوئی تنخواہ بھی نہیں لی سر، تو مجھے اپنے ان بھائیوں سے جو ان کے Favour میں یہ Arguments کر رہے ہیں، کیا ایسے لوگ جو اس ملک کیلئے ایک اثاثہ ہیں، عطاء الرحمن جیسے لوگ، اگر ہم اس کو Discourage کریں گے اور آپ لوگ ابھی اسی یونیورسٹی میں یہ کام چلائینگے تو سر، تو ان کی جو محنت تھی، جو کام تھا، جو کئی سالوں سے وہ بندہ چلا رہا تھا، میرے خیال میں ان کے ساتھ زیادتی ہوگی اور جو لوگ یہ سوچ رہے ہیں کہ یہ اپنی تنخواہوں کی خاطر یا اپنی Prestige یا ان کو جو مراعات مل رہی ہیں، ان کیلئے کر رہے سر، یہ سراسر ان کے ساتھ زیادتی ہے، تو میں ان کے Favour میں ہوں کہ اتنا ہی سی کو ادھر ہی وفاق میں ہونا چاہیئے پراونشل نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی اکرم خان درانی صاحب۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر، یہاں پر عبدالاکبر خان صاحب نے میرے خیال میں جو نکتہ اٹھایا ہے، بڑا اہم ہے اور میرے خیال میں سیاسی پارٹیوں کی ایک بہت بڑی کامیابی اٹھارہویں ترمیم ہے اور سب سے بڑی بات پھر یہ ہے کہ اتنے نظریاتی اختلاف جو کہ سیاسی پارٹیوں کے درمیان ہے اور پھر سب ایک پلیٹ فارم پہ جمع ہوئے اور میرے خیال میں اس پہ کافی محنت بھی کی گئی کیونکہ اس پہ کافی ٹائم لگا، تو ایک تو جمہوری جو سیاسی پارٹیاں ہیں، ان کیلئے بڑی عزت اور فخر کی بات ہے کہ وہ اس میں کامیاب ہوئیں، آپس میں نہ الجھ گئیں اور انہوں نے ڈکٹیٹر کے وہ اقدامات جو وقتاً فوقتاً گونئی بھی ڈکٹیٹر آیا اور اپنی مرضی کی حکومت چلانے کیلئے اس میں ترمیم کیں اور اس میں نہیں جانا چاہتا کہ پھر کس نے اس میں کردار ادا کیا، متنازعہ بن جائے گا لیکن میرے خیال میں سب سے بڑی کامیابی جو ہے، اٹھارہویں ترمیم ہے اور اس میں پھر صوبائی خود مختاری ہے اور اس کا کوئی بھی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس میں میرا زیادہ Role ہے اور اس کا کم ہے، بلکہ سب برابر کے شریک ہیں۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن یا ایجوکیشن ایک قوم کی بنیاد جو ہے اور ترقی کا پیمانہ جو ہے، وہ تعلیم ہے۔ دنیا میں اور اپنے ملک کے اندر بھی آپ نے اگر مقابلے پہ اپنی قوم کو آگے لے جانا ہے تو آپ نے اس قوم کو تعلیم دلوانا ہے، تعلیم کے بغیر ترقی ہو نہیں

سکتی۔ اب یہ ہے کہ ایجوکیشن بھی، ہیلتھ بھی اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے پراونس کو ملی ہے، اسی پراونس سے لوگ نکلتے ہیں جو ہائر ایجوکیشن کمیشن میں کام کرتے ہیں، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ ایک صوبے میں اتنے ذہین لوگ نہیں ہیں جو کہ وہ ایک نظام کو نہ چلا سکتے، اگر ہم اس حد تک پہنچے، اتنی مایوس کن بات ہو کہ ہم نظام کے چلانے کے اہل لوگ بھی نہیں رکھتے، ہم اپنا تعلیمی نظام درست بھی نہیں کر سکتے اور ہم اپنے پیچھے آنے والے بچوں کے مستقبل کیلئے فیصلے بھی نہیں کر سکتے تو میرے خیال میں پھر ہم کو اس معزز ایوان میں بھی اور پارلیمنٹ میں بیٹھنا بھی چاہیے نہیں، یہ ہمیں زیب بھی نہیں دیتا اور میرے خیال میں پارلیمنٹ (تالیاں) میں وہاں پر قومی اسمبلی اور سینٹ میں لوگ جو آتے ہیں، وہ بھی بڑی محنت کے بعد آتے ہیں اور پراونس اسمبلی میں پہنچنے میں ہم نے خود بھی تیس سال لگائے ہیں، یہاں پر جو زندگی گزار رہی ہے، عوام کا اعتماد لینا بہت مشکل کام ہے، یہ ہر ایک آدمی کے بس کی بات بھی نہیں ہے، تو پراونس اسمبلی میں بھی پہنچنا میرے خیال میں کروڑوں لوگوں میں کچھ لوگوں کو نصیب ہوتا ہے، کہ ابھی کتنی آبادی ہے اور اس میں ہم ایک سو چوبیس ممبران اسمبلی بیٹھے ہیں۔ ابھی آتے ہیں کہ ہم اپنے گریبان میں دیکھیں، جب لوگ ہمیں ادھر بھیجتے ہیں اور وہاں پر وہ ہم پر اعتماد کرتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچائیں، ہم ان کے ان جذبات اور احساسات کی اس طرح ترجمانی کریں جو وہاں پر جب ہم جلسوں میں جاتے ہیں اور غربت کی بات کرتے ہیں، تعلیم دلانے کی بات کرتے ہیں، صحت کی Facilities اور ہم انہیں کہتے ہیں کہ ہم کبھی بھی اس میں نہیں آئیں گے بلکہ آپ کیلئے وہ کام کریں گے۔ یہاں پر بات ہوئی کچھ، اسمبلی کے فلور پر جو بھی ممبر اٹھتا ہے، کسی بھی پارٹی کے ساتھ تعلق ہو، اس کا اپنا بھی ایک نکتہ نظر ہوتا ہے، اس میں آزادی ہے کہ ہر ایک آدمی اپنی بات بھی کر سکتا ہے، تجویز بھی دے سکتا ہے، جب ہم سیاسی پارٹیوں کے اندر بھی بیٹھتے ہیں اور ہمارا اپنا پروگرام ہوتا ہے، اس میں بھی کسی کا اختلاف رائے ہوتا ہے، کسی کا اپنا نکتہ نظر ہوتا ہے لیکن پھر جب اکثریتی فیصلہ ہوتا ہے تو لوگ پارٹی ڈسپلن کا احترام کرتے ہیں اور اپنی بات سے پھر ہٹ کر اس کے ساتھ چلا جاتا ہے۔ یہاں پر جی اگر دیکھا جائے، پانچ سال میں میں بھی ایک ذمہ دار حیثیت سے اس صوبے میں تھا اور خدا گواہ ہے، انسان کے بس کی بات ہوتی ہے کہ پانچ سال میں میں نے تعلیم کو اولیت دی ہے اس صوبے میں، میرے پرانی اسمبلی کے ممبران بھی بیٹھے ہیں، ایجوکیشن کا وہ حصہ جو اس صوبے سے اس کو مل رہا تھا، جب میں چیف منسٹر بنا، وہ بھی ریکارڈ ہے اور جب ہم جا رہے تھے تو اس وقت بھی ہائر ایجوکیشن اور سیکنڈری ایجوکیشن کیلئے جو اے ڈی

پی میں فنڈ تھا، وہ بھی میرے خیال میں ریکارڈ پہ ہو گا لیکن اتنے ہی وسائل تھے جن میں ہم نے مفت تعلیم کی بھی کوشش کی، تقریباً 79 ڈگری کالج بھی بنا دیئے، نئی یونیورسٹی بھی بنادیں، پبلک سکول خان قیوم اور نشتر کے بعد میرے خیال میں چار پانچ صوبائی میں، نوشہرہ میں، ڈی آئی خان میں، بنوں میں، مالکنڈ میں یہاں پر سکول بھی بنے جو کہ کبھی بھی اس کو کسی نے توجہ نہیں دی تھی اور یہ میرے ساتھ ایک ٹیم تھی پراونشل گورنمنٹ میں، کہ اگر آپ اس مشینری کو جس طرح بھی چلانا چاہیں، ہمارے بیورو کریٹس میں بھی وہ حیثیت ہے جو اس کام کو چلانا چاہتے ہیں لیکن آپ انکے ساتھ جس انداز سے پھر بیٹھیں، وہ بھی ہمارے بھائی ہیں، اگر ایک کام آپ اس کو سپرد کریں تو انشاء اللہ وہ ٹھیک طریقے سے آپ کو اپنی تجویز بھی دے سکتے ہیں انشاء اللہ، یہاں پر میں نے جو باتیں کیں، اس میں ہائر ایجوکیشن کے ساتھ میرا رابطہ رہا، کسی کی قابلیت سے میں انکار نہیں کر سکتا اور کسی کی خدمات سے بھی میں انکار نہیں کر سکتا لیکن قدرتی امر ہے کہ جب کوئی دفتر اسلام آباد میں ہوتا ہے، اس کو ٹانک کے حالات معلوم نہیں ہوتے، اگر ہم اس کو بار بار بھی کہہ دیں (تالیاں) اگر کوئی دفتر اسلام آباد میں ہوتا ہے تو اس کو وہاں پر پتہ چلنے کی غربت کا اندازہ نہیں ہو سکتا اور کہیں یہ اگر کوئی آدمی اسلام آباد میں بیٹھا ہے تو اس کو کوہستان کی غربت کا اور وہاں پر تعلیمی پسماندگی کا اندازہ نہیں ہو سکتا اور یہ باتیں میں نے ہائر ایجوکیشن کمیشن کے ساتھ بھی کی ہیں۔ میں تو صوبائی گورنمنٹ سے یہی گزارش کروں گا کہ ہائر ایجوکیشن کو باہر سے کتنا فنڈ آیا ہے، وہ بھی معلوم کرے اور اپنے ملک کے اندران کو کتنا دیا ہے، وہ بھی معلوم کرے اور اس میں پھر اپنا حصہ پوچھے کہ ہائر ایجوکیشن میں اس نے ہمارے صوبے کو کتنا کچھ دیا ہے اور اس میں پھر یونیورسٹیوں کا بھی بتا دے کہ اس نے پشاور یونیورسٹی کو کتنا دیا ہے، گول یونیورسٹی کو کتنا دیا ہے، کوہاٹ یونیورسٹی کو کتنا دیا ہے، بنوں سائنس ٹیکنالوجی یونیورسٹی کو، مالکنڈ کو، ہزارہ یونیورسٹی کو اور پھر جب نئی یونیورسٹیاں آئیں، نئی یونیورسٹیاں آئیں تو اس پہ میں نے بھی درخواست کی کہ میرے صوبے میں بھی نئی ٹیکنالوجی کی ضرورت ہے، میں آپ کو مفت زمین دینے کیلئے تیار ہوں، میں گیس بھی خود دوں گا، میں روڈ بھی خود پکا کروں گا اور زمین بھی مفت دوں گا اور اس کا ریکارڈ موجود ہے، ماموں خٹکی کے مقام تک پشاور میں جو آپ کا حلقہ ہے، غالباً سپیکر صاحب کا حلقہ آتا ہے، پولیس ڈیپارٹمنٹ کی بارہ سو کنال زمین جو کہ میرے خیال میں ابھی تیس لاکھ پہ بھی زمین آپ کسی کو نہیں دیں گے، میں نے ہائر ایجوکیشن کے نام پہ ٹرانسفر کی اور میرے ساتھ یہ بات کی گئی کہ اس میں ہم نئی جو جدید انجینئرنگ یونیورسٹی ہے، وہ بنائیں گے۔ یونیورسٹیاں باہر

سے آئیں، اس کے بعد بھی میں گیا لیکن وہ یونیورسٹی ہمارے خیبر پختونخوا میں ایک بھی نہیں بنی۔ میں نے جلوزئی کے مقام پر زمین دی کہ اس صوبے میں ایک لاء یونیورسٹی ہونی چاہیے، ہمارا ایک لاء کالج ہے، ہم نے اس کو پروموٹ نہیں کیا، وہاں پر بھی میرے ساتھ وعدہ کیا گیا کہ ہم اس صوبے کو ایک لاء یونیورسٹی دیں گے جدید، جو کہ بین الاقوامی طرز پر ہوگی لیکن اس کے باوجود میں صوبائی حکومت سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن سے پوچھیں کہ پرائیویٹ یونیورسٹیوں کو کتنا فنڈ دیا گیا ہے اور گورنمنٹ کی یونیورسٹیوں کو کتنا دیا گیا ہے اور یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ اس پرائیویٹ یونیورسٹی میں ہائر ایجوکیشن کمیشن کے لوگوں کا کیا کردار ہے؟ آیا اس میں ہائر ایجوکیشن کمیشن کے ذمہ دار لوگ پائٹرنشپ پہ تو نہیں ہیں کہ کوئی پرائیویٹ یونیورسٹی ہوگی اور اس میں پھر حصہ دار جو ہوگا، ہائر ایجوکیشن کمیشن کا ذمہ دار آدمی جو تقسیم کے فارمولے پہ بیٹھا ہے، وہی ہوگا، ان چیزوں کا ہم نے ضرور پوچھنا ہے۔ ابھی میں تھوڑا سا، جو ہمارے ذہن میں کچھ باتیں پھر آ جاتی ہیں، صوبائی حکومت سے یہ پوچھوں گا کہ اگر آپ کی اٹھارہویں ترمیم کا کافی وقت ہوا، کافی وقت ہوا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ تعلیمی نظام میرے ساتھ آ رہا ہے، ابھی اگر ہائر ایجوکیشن سے آپ نکل رہے ہیں، آپ نے یہاں پر اپنا کوئی نظام بنایا ہے، آپ نے اس کیلئے کتنا ہوم ورک کیا ہے کہ اگر وہاں سے آپ ہاتھ نکالیں گے تو اپنے گریبان میں آپ کے ہاتھ تو ہوں گے نا، ہونا تو یہ چاہیے کہ ہم پہلے سے تیاری کریں اور ہم دنیا کو بتادیں کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن سے زیادہ ذہانت کے لوگ اس صوبے میں موجود ہیں اور میں دعویٰ کر سکتا ہوں کہ اس صوبے میں جو ذہانت ہے، وہ کسی دوسرے صوبے میں نہیں ہے لیکن ہم نے سیاست سے بالاتر ہو کر ایسے لوگوں کو نہیں ڈھونڈنا جو ہمیں زیادہ ووٹ دیتے ہیں اور ان کو پھر ہم اپوائنٹ کرتے ہیں، اس سے پھر نکتے اٹھتے ہیں۔ میں نے کوشش کی عبدالاکبر خان صاحب کی بھی خواہش تھی کہ ہم گورنر سے ثانوی بورڈ کا اختیار لے لیں لیکن ہم کتنی مداخلت کرتے ہیں، ثانوی بورڈ کا ہم نے کیا حشر کیا، ہم کیوں بار بار مداخلت کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کو مجبور کرتے ہیں کہ نہیں فلاں کنٹرولر ٹھیک ہوگا، فلاں جو چیئر مین ہے، وہ ٹھیک ہوگا؟ اگر وہاں پر چیئر مین Merit پہ آئے گا ثانوی بورڈ کا تو Merit پہ ہی امتحان ہوگا اور وہ بچے جو دن رات محنت سے پڑھتے ہیں لائٹین پہ، یا ان کے پاس بجلی نہ ہو تو ان کے پیپرزمیں وہ نمبر آئیں گے جو ذہانت سے ہیں اور وہ نمبر پھر نہیں آئیں گے جو وہاں پر ایک پرائیویٹ سکول بڑی رقم دے کر، اپنی مرضی کا عملہ لگا سکے اور وہاں پر پھر نتائج اس سکول کی اس شان میں آجائیں کہ فلاں پرائیویٹ سکول جو ہے، اس کا رزلٹ بہت زیادہ ٹھیک آ رہا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ کیا



اس کا نصاب بھی پراونس کو آ رہا ہے اور کیلہماں پر صوبائی گورنمنٹ نصاب پہ بھی مشاورت کرے گی؟ تھوڑا سا ذہنی طور پہ جو میں دیکھ رہا ہوں کہ کہیں کھینچا تانی نہ ہو، وہ اصل میں بات ہوگی۔ نصاب پہ نظریاتی اختلافات بھی ہو سکتے ہیں، حکومتوں کی اپنی اپنی ترجیحات بھی ہوتی ہیں، ایسا تو نہیں ہوگا کہ ایک حکومت آئے اور وہ اپنی مرضی کا نصاب دے دے اور پھر جو دوسری حکومت ہے، وہ نصاب کو ختم کرے اور پھر اپنی مرضی کرے، پھر تو ہمارے بچوں کا مستقبل جو ہے وہ اس سے ختم ہو جائے گا۔ نہیں، ان سب چیزوں پہ اپوزیشن اور گورنمنٹ کو مل کر ساتھ دینا چاہیے کیونکہ اٹھارہویں ترمیم پہ وہاں پر پارلیمنٹ سے پاس کرنے میں بھی کوئی جماعت اپوزیشن یا گورنمنٹ نہیں تھی بلکہ وہاں پر سب سیاسی جماعتیں جو تھیں، وہ اتفاق رائے رکھتی تھیں۔ مجھ سے اپوزیشن لیڈر ہوتے ہوئے آج تک پراونشل گورنمنٹ نے یہ نہیں پوچھا کہ ہم نے یہاں پر جو کل میرے خیال ایک وہ پیش کیا، ہم دیکھ رہے ہیں کہ اتھارٹی بنا رہے ہیں، اس کیلئے اس میں کیا کیا کرنا ہے؟ اگر سارے پارلیمانی لیڈروں کو بلا کر پہلے جو یہ اتھارٹی یہاں پر کل لارہے تھے اور مشاورت ہوتی تو اینڈ منٹ کی کوئی ضرورت نہیں آتی تھی اور اس پہ کافی دن ہمارے بچ جاتے، تو یہ وہ چیزیں ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن کو باہر کی دنیا بڑی امداد دے رہی تھی، ہم نے یہاں پر یہ تو بتانا ہے کہ اس صوبے میں کرپشن نہیں ہے، اگر یہاں پر کرپشن ہوگی، قصے کہانیاں ہوں گی تو وہ امداد جو ہائر ایجوکیشن کمیشن کو وظائف کیلئے اور یونیورسٹیاں چلانے کیلئے باہر سے آتی تھی تو وہ امداد نہیں آئے گی۔ ہم نے یہی عزم کرنا ہے، مل بیٹھ کر کرنا ہے، کمزوری مجھ میں بھی ہے اور کوئی دوسرے انسان میں بھی ہوگی، کہ ہم اس صوبے کو کرپشن سے پاک کر کے دنیا کو بتادیں کہ اگر آپ فلڈ میں پیسے بھیجتے ہیں، اس کا یہ ہے، اگر آپ دہشت گردی کے نام پر پیسے بھیجتے ہیں، وہ یہ ہے اور اگر آپ کل ہائر ایجوکیشن کو جو پیسے دے رہے ہیں، وہ بھیج رہے ہیں، اس میں بھی ہم شفاف طریقہ اختیار کریں گے۔ یہی کچھ کمزوریاں اگر سامنے نہ ہوں تو میرے خیال میں کہیں پر بھی ہم کسی سے پیچھے نہیں ہونگے۔ اٹھارہویں ترمیم بھی اتفاق رائے سے پاس ہوئی ہے اور انشاء اللہ اس صوبے میں چلانے والے لوگ بھی ہیں، چلائیں گے بھی لیکن میں نے جو دو تین خدشات کا ذکر کیا کہ ڈونرز تب ہی آپ کو پیسے دیں گے استعمال کیلئے جب اس کو آپ شفاف طریقے سے استعمال کریں گے۔ ہم نے دنیا کو یہ بتانا ہے کہ انشاء اللہ یہاں پر ہمارے اپنے ادارے جو ہیں، وہ اس سے پاک ہیں، پیسے بھی آئیں گے لیکن یہاں پر ابھی میں گزارش یہ کروں گا کہ جو تعلیم کی بات یونیورسٹیوں کی آئے گی، اس میں ہم سب مل کر، اس میں ہم بھی مجبور ہوں گے، ایک یہ عہد کریں، سب عہد کریں کہ یہ جو

ثانوی بورڈ ہے، اس میں ہم من پسند لوگوں کو نہ لائیں بلکہ اس میں ہم ایسے لوگوں کو لائیں جو کہ وہ سب لوگوں کو معلوم ہوں، ان پر انگلی اٹھانے کی بات نہ ہو۔ وائس چانسلر جو آ رہا ہے، وائس چانسلر بھی اس طرح ذمہ دار آدمی ہونا چاہیے کہ اس پر کوئی انگلی نہ اٹھے، تو میرے خیال میں اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن میرے خیال اگر وہاں پر چل بھی رہا ہے لیکن اگر سب صوبے اس کو چلا سکتے ہیں تو اس صوبے میں Talent ہے جی اور سماں پر میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب سے ہم اچھا چلائیں گے، سندھ سے اچھا چلائیں گے، بلوچستان سے اچھا چلائیں گے لیکن اس پہ میں نے صرف جو چند باتیں کیں، ہم ذمہ دار لوگ بیٹھے ہیں، ایمان سے ہم کسی کو راضی نہیں کر سکتے کہ اچھی پوسٹ پر لگا کر، اگر ایک پوسٹ پر لگائیں گے اور دوسری پر نہیں لگائیں گے تو دوبارہ وہ ناراض ہوتا ہے، اگر کل آپ اس کو لگادیں اور دو مہینے کے بعد آپ کے پاس آ جائے اور دوبارہ آپ اس کو نہیں لگاتے تو بیچارہ وہ پھر ناراض ہوتا ہے۔ ہم نے انشاء اللہ یہ عہد کرنا ہے کہ ہم نے اس مشترکہ ذمہ داری کے ساتھ، سب سیاسی پارٹیوں کو اعتماد میں لیکر سب چیزوں پر، وہاں پر بھی وزیر اعظم نے سب سیاسی پارٹیوں کو اعتماد میں لیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہاں پر اٹھارہویں ترمیم اور این ایف سی کا ایوارڈ جو تھا، وہ میرے خیال میں متفقہ انداز سے آیا ہے تو انشاء اللہ اس کو ہم ٹھیک بھی کریں گے اور ہمیشہ جب نیا کام ہوتا ہے، اس میں تھوڑی بہت کوتاہیاں ہوتی ہیں لیکن وقت کے ساتھ وہ نکلتی ہیں اور جب اٹھارہویں ترمیم پہ میرے قائد دستخط کرتے ہیں تو ہم عملی جامہ پہنانے والے لوگ ہیں، اس سے ادھر ادھر نہیں دیکھ سکتے۔

جناب سپیکر: قاضی اسد صاحب۔ پیر صاحب، آپ۔

سید محمد صابر شاہ: زہ بہ او کہم۔

جناب سپیکر: اچھا۔ قاضی صاحب! ان کے بعد کر لیں۔

سید محمد صابر شاہ: ہائر ایجوکیشن کا جو مسئلہ ہے اور ہاؤس میں اس پہ بڑی تفصیل کے ساتھ گفتگو بھی ہوئی ہے اور یہ جو ہماری اٹھارہویں ترمیم آئین کے اندر ہوئی ہے اور جس میں پہلی دفعہ، پہلی دفعہ تو نہیں کیونکہ ہمارا آئین بھی متفقہ پاس ہوا لیکن تمام جماعتوں نے ملکر اس آئین میں ترمیم کی ہے اور اس کے بعد جو ہائر ایجوکیشن کمیشن ہے، وہ صوبوں کو اس کی منتقلی یقیناً ہماری صوبائی خود مختاری کا تقاضا بھی ہے اور صوبے بھی اس پوزیشن میں ہونے چاہئیں کہ اپنے لئے اپنے تعلیمی نظام کو بہتر بنائیں اور یہ بالکل اپنی جگہ پہ تمام درست ہے جی، اس چیز کو ہم Appreciate کرتے ہیں لیکن صرف کچھ چیزیں ہیں جی یا جن پہ ہمیں

ضرور غور کرنا چاہیے اور سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ جو ہمارا ایک قومی شخص ہے، جیسے درانی صاحب نے بات کی ہے، جو قومی شخص ہے، اس قومی شخص کے حوالے سے ہمارا جو تعلیمی نصاب ہے، اس میں اس کی Reflection کا ہونا بڑا ضروری ہے اور یہاں پہ کوئی ایسا میکنزم نظر نہیں آتا کہ جس میں جو صوبے، اپنے صوبے خیر پختو سخا کی میں بات نہیں کرتا تمام صوبوں کی میں بات کر رہا ہوں، کہ ہر صوبے کا اپنا نصاب ہوگا، اس کے اپنے Experts ہوں گے اور ان کی اپنی ایک سوچ اور اپنی ایک فکر ہوگی اور جیسے درانی صاحب نے فرمایا کہ یہ بھی ٹائم کے ساتھ ساتھ، ہماری یہاں پہ تمام جماعتوں کی نمائندگی ہے، کچھ جماعتوں کی نہیں بھی ہے، اپنی اپنی سوچ اور اپنی اپنی فکر بھی رکھتے ہیں تو وقت کے ساتھ ساتھ اس بات کا خدشہ یقیناً ہوگا کہ جو بھی جماعت اقتدار میں آئے گی، وہ اپنے نظریے کو یقیناً Priority دے گی اور اس کے نتیجے میں ایک انتشار یقیناً پیدا ہوگا۔ دوسری بات کہ میری گزارش ہے جی، وہ یہ ہے کہ جو ہمارا ریسرچ کا کام ہے، جیسے ہماری ایٹمی ٹیکنالوجی ہے، اب ایٹمی ٹیکنالوجی بھی ہماری تو اس کا ایک حصہ ہے کہ اس میں ہمارا باقاعدہ ایک علم ہے اور باقاعدہ اس کی ایک تعلیم حاصل کی جاتی ہے لیکن اگر اس میں مرکزیت نہ ہو تو کیا اس قسم کے پراجیکٹ کو ہم آگے لے جاسکتے کی پوزیشن میں ہوں گے؟ جبکہ بالکل مرکزی سطح پر اگر ایسی کوئی بنیاد ہمارے پاس موجود نہ ہو تو ہم ایسے کسی قومی پراجیکٹ کو آگے لے جانے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے، تو میں یہ بات نہیں کرتا، چونکہ آئین میں ایک اینڈ منٹ ہو چکی ہے، فیصلے ہو چکے ہیں، صوبے کو اختیارات مل رہے ہیں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہمارا جو ریسرچ ورک ہے، وہ متاثر ہوگا اور ہمارے ریسرچ ورک کیلئے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم اس مسئلے کے حق میں یا مخالفت میں ایک عزت کا مسئلہ یا وقار کا مسئلہ بنائیں، صوبائی سطح پر میں حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ ایک ایسی باڈی تشکیل دے جس میں اس کے فوائد تو بہر حال فوائد ہوں گے لیکن جو نقصانات قومی سطح پہ من حیث القوم، کچھ خرابیاں، کچھ ایسی چیزیں جو کہ جس میں یقیناً ہمیں مشکلات کا سامنا ہوگا، تو اس پہ بیٹھ کر اگر بات کی جائے اور وہی چیز پھر مرکز میں بھی اپنی اپنی قیادت کو پیش کی جائے اور اس کیلئے مرکزی سطح پر ہمارا یقیناً ایک ایسا ادارہ ہونا چاہیے جو باہر کے ممالک کے ساتھ جو ہمارا ریسرچ ورک ہے، اس کیلئے باہر سے جو امداد ملتی ہے اور صوبوں کے اندر جو ہمارا سسٹم ہے، درانی صاحب نے جیسے فرمایا، بڑے افسوس کے ساتھ مجھے یہ بات کہنا پڑتی ہے اور نہ میں اس حکومت کو مورد الزام ٹھہراتا ہوں، ایسا نہ ہو کہ یہاں سے فوراً بمباری شروع ہو جائے، جان کی امان پاتے ہوئے، نیت کر کے میں یہ گزارش کرتا ہوں، یہ موجودہ

حکومت کی نہیں، یہ ہمارے گزشتہ بیس سال کے تعلیمی اداروں کا جو ہمارا نظام ہے، اس میں اتنی Reiteration ہو گئی ہے، اتنا ہمارا نظام کہ میں اپنے حلقے کے سکولوں کی آپ کو بتاؤں کہ ہمارے ایک سکول میں دو ٹیچرز اور ایک سٹوڈنٹ ہے اور یہ چار سٹوڈنٹس اور دو ٹیچرز یا پانچ یا چھ سٹوڈنٹس اور دو تین ٹیچرز، یہ تو ہم آپ کو ہر تیسرے سکول کا بتا سکتے ہیں کہ جہاں پر لوگوں نے اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں سے نکال دیا اور پرائیویٹ سیکٹر میں ایک Mushroom Growth ہے، Mushroom Growth ہے، اور اس کے اندر یعنی میں اپنے علاقے کی ایک مثال ضرور دوں گا کہ ایک برخوردار جو کہ ٹیکسی چلاتے تھے اور انہیں منافع بخش کاروبار یہ نظر آیا کہ کیوں نہ میں ایک سکول کھول دوں، انہوں نے سکول کھول دیا، تو اگر ہمارا تعلیمی نظام، بلکہ میں یہ کہوں گا کہ یہاں پہ بیٹھے ہوئے لوگ، یہاں پر جتنے ہمارے بیوروکریٹس بیٹھے ہوئے ہیں، ان میں میجسٹریٹ وہ ہے جو سرکاری سکولوں میں پڑھ کے اور اچھی پوزیشنیں لیکر آجاتے تھے، آج اچھی پوزیشنوں پر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن کیا آج سے بیس سال پہلے جو ہماری تعلیمی معیار تھا کیا آج ہم نے اس کو برقرار رکھا ہے؟ کیا گزشتہ پانچ سال پہلے جو ہمارا سسٹم تھا، کیا آج ہے؟ قطعاً نہیں ہے ہمارا تعلیمی نظام جو ہے، وہ رو بہ زوال ہے، ایسے حالات میں ہائر ایجوکیشن جیسے ادارے کو ختم کرنا، یقیناً آئینی تقاضے ہیں، ہم آئین سے انحراف نہیں کرتے، ہمیں آئینی تقاضوں کو بھی پورا کرنا چاہیے لیکن اس کا بھی ہمیں کچھ سوچنا پڑے گا، ہمیں بیٹھ کر سر جوڑنا پڑے گا کہ کیا اس کے متبادل ہمیں ایک قومی پالیسی جس میں ہماری مرکزیت ہو، جو ہمارے وفاق، ہمارے پاکستان کی بنیاد ہے، ان تمام چیزوں کا جائزہ لیا جائے اور پھر ایک ایسی رپورٹ ہو جو کہ آئین کے اندر بھی اگر ایک نئے ادارے کی تشکیل ہم کر سکیں، یہ نہ ہو کہ وہ پشتو میں کہتے ہیں کہ "د باران نہ پتیدم د پر نالے لاندے مے شپہ شوہ"، تو خدا کیلئے پر نالے کے نیچے ہمیں کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔ اس کو جذباتی انداز میں نہیں بلکہ اس پہ بیٹھ کر ہمیں بات کرنی چاہیے، ہمیں ایجوکیشن کے Experts کو بٹھانا چاہیے، جو لوگ اس کی مخالفت کر رہے ہیں ان سے پوچھنا چاہیے کہ آپ کے کیا پوائنٹس ہیں اور ٹھنڈے دل کے ساتھ ہمیں فیصلے کرنے چاہیے۔ یہی میری گزارش ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ جناب سپیکر، میں آپ کی توجہ

Rule 42 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

محترمہ نگہت باسمن اور کزئی: جناب سپیکر صاحب! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب عبدالاکبر خان: دا پوائنٹ آف آرڈر دے بیا خیر تقریر۔۔۔۔۔  
جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی ہوئی ہے، 'کاؤنٹ ڈاؤن' پلیز۔  
جناب عبدالاکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ سر، میں پوائنٹ آف آرڈر، میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔  
جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کر چکے ہیں، 'کاؤنٹ ڈاؤن' پلیز۔  
(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

Mr. Speaker: Only twenty five, very bad. The sitting is adjourned till 10:00 am of Friday morning, 22<sup>nd</sup> April 2011.

---

(اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 22 اپریل 2011 صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)